وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

محمد تو ایک رسول ہین ان کے پہلے تمام رسول مر چکے ہین۔

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد

ہمنے تیرے پہلے کسی بشر کو زندہ نہین رکھا ہے۔

فبای حدیث بعده يومنون

پس قرآنی آیات کے فیصلہ کے بعد یہ لوگ کن کن حدیثون کا عقیدہ رکھتے ہونگے

بحمد اللہ این عجالۂ نافعہ بجواب کتاب مولوی حیدر امیر خان درانی مسمی بہ

سوط القادیانی

علیٰ

اسراف الدرانی

بمطبع منبع الاسلام حیدرآباد دکن زیور طبع پوشید

اطلاع

یہہ رسالہ حیدر اللہ خان صاحب درانی کے اُن
عوام فریب اغلاط کے بے بہا جواہر کا نمونہ ہے
جو بعض عوام کالانعام کے گلے کا ہار ہو رہا تھا اور اگر اس
مشتی نمونہ از خرواری کا باصواب جواب خان صاحب
نے کبھی اسپنے بئس القرین سے تائید پاکر لکھا۔ اور لغات
ستہ یا شبعہ کی پابندی سے جواب دیا تو پھر ہم بھی
انشاء اللہ العزیز ضرور ایک بڑا ہی مفصل مضمون
جواب در جواب کا لکھین گے جو تشفی بخش خاص و
عام کا ہوگا فقط

کتبہٗ
عبدہ الجانی
من خدام الامام القادیانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١	٢	٣	٤
١	٨	سوطَ	سوطُ
٢	٥	بئیس	بئس
٣	٣	اسطرح کہ	اس طرح کی
٤	٦	لکلُ	لکلِ
٦	٣	المشرور	شرور
〃	١٨	النورالله	انواراللہ
٨	٧	تجرج	تخرخ
٩	٤	اسلم تسمی	مسلم
〃	٢		یسمی
〃	٦	المسلم	مسلم
١٠	١٥	مداہنت	مداہنت
١٣	١	دو	وہ
〃	٣	سواء	سوی
١٤	٢	انبیاء	الانبیاء
١٥	١	ارفعتہ	رفعتہ
〃	٢	علی	عَلیِ
〃	٥	ترمذی	الترمذی
١٦	٨	الدار	الدر
〃	١٠	ینزل	ینزل
١٨	١٠	پہوپہی	پہوٹی
١٩	١٥	اورحضرت	حضرت
٢١	٩	سیدالمولی	سید و مولے
٢٦	١	ہئس	بئس
〃	٧	ان تکون	ان تکون
٣٩	١٢	مرزا صاحب نے	مرزا صاحب کی

صفحہ	سطر	غلط
١	٢	٣
٤٠	١	حزة
٤١	٢١	مشاالله
٤٤	٥	تحیتة
٤٥	٨	تیک
٤٧	٤	او
٤٩	٢١	سہی
٥١	٢١	تعلیط
٥٦	١٥	مجدوف
٥٧	٣	القبع
〃	٨	ولی
٥٨	١٢	تقریب آخر کتاب
٥٩	١٧	طبیئی
٧٠	١	افاان
٧٢	٨	البعث
٧٤	١١	للم
٧٩	٥	الدائر
٨٢	٩	والبطل
٨٤	١٩	تنزل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید الاولین والاخرین خاتم الانبیاء و شفیع المذنبین۔ اما بعد انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی[۱]۔ اللہ تعالی کا یہہ سچا وعدہ اور اُس کی پاک سنت ہے جس کو اوس نے اپنی پاک کتاب مین جو نور اور مومنون کے لئے فضل و رحمت ہے بیان فرمایا ہے۔ اِنَّا لَنَنصُرُ[۲] رُسُلَنَا وَالَّذِینَ اٰمَنُوا فِی الحَیٰوۃِ الدُّنیا ویوم یقوم الاشہاد۔ (پ ۲۴۔ ر ۱۱۔ ت) اس سنت کے سامنے جو خالق کائنات کی سنت ہے اور خیالی و وہمی بات نہین بلکہ اس پاک کتاب مین مندرج ہے کہ جسکی محافظت کا وعدہ لایخلف المیعاد نے فرمایا پس اُس پاک کلام کے خلاف اگر

---

[۱] اس کے سوا نہین کہ اعمال نیتون کے نتیجہ ہین اور آدمی کو اپنی نیت ہی کا پھل ملتا ہے ۱۲۔
[۲] ہم اپنے رسولون کی مدد کرتے ہین اور ایمان والون کی دنیا ... اور قیامت

کوئی تاریخ جو انسانی خیالات کا ایک پراگندہ مجموعہ ہے اور جس کے لکھنے
والے واقعات کے لکھتے وقت اصل واقعہ سے صدہا برس بعد گزرے کچھہ بھی قابل
التفات نہین اسی واسطے ائمہ اربعہ علیہم الف الف تحیتہ وسلام نے کسی مسئلہ
اعتقادی کا مدار کسی تاریخی واقعات پر نہین رکھا کیونکہ اذ اجاء نہر اللہ بطل
نہر المعقل کیسی باریک نگاہین ان خداترس لوگون کی تہین جنہون نے قرآن
کریم کو چشمہ تمام عقائد کا مان کر ان تواریخی واقعات اور اسرائیلی قصص
کی طرف اثبات عقاید مین ذرہ التفات نہین فرمایا پہر کیسے فخر کا مقام ہے
کہ ہمارے سید ومولی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی توحید
وہستی کے دلائل کو صرف اس لئے ترک فرمایا کہ قران کریم ان دلائل کے لئے
کافی وشافی ہے۔ مشرق ومغرب مین حدیث کی کتابون کو ٹٹولو اور اُن مین
غور کرو کہ قرآنی دلائل کے سوا کسی دلیل کا تذکرہ ہی نہین۔ اللھم صل وسلم و
بارک علیہ۔ آجکل کے بعض مسلمانون کی حالت کیسی افسوس کے قابل ہے کہ ایک
طرف تو عوام کو دہوکہ دینے کے لئے اپنے مخالفون کو کبھی نیچری تجویز کرتے
ہین اور گاہے وہابی کسی کو مبتدع وملحد کہہ بیٹھتے ہین اور خود وہی راہ اختیار کرتے
ہین جس پر چلنے سے اپنے مخالف کو برا بھلا کہتے ہین کیسے تعجب اور عبرت کا
مقام ہے کہ جس امر کو کوئی بُرا سمجھے اور کسی دوسرے پر اعتراض کرتے وقت وہی امر
منقبوصہ پیش کرے اور خود اوس سے بدترین امر کا ارتکاب کرے تو کیون ایسے آدمی
کو شرم وحیا نہین آتی یہی معاملہ بعینہ مصنف درۃ الدرانی کا ہے کہ انہون نے اپنی
کتاب درہ کو فطرتی قانون سے شروع کیا ہے اور انسانی فطرۃ وطینت کو تائید
ایزدی سے بھی پہلے تجویز کیا ہے اور پھر اس دعوے کے لئے کوئی قرآنی آیت
یا کوئی حدیث صحیح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش نہین کی ...

...و ہین نیچرون کی کاسہ لیسی سے کام لیا ہے۔ بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ آریہ مذہب سے
... پناہ ڈہونڈہی ہے جنکا یہہ مذہب ہے کہ ہر ایک شخص اپنے ہی استعداد اور
...ون کا ثمرہ خدا سے حاصل کرتا ہے اسطرح کہ دہریہ پن کے بعد ہم اس کتاب کی طرف
...وجہ کرین اور اس فقرہ کے بعد ہم اوس خدا کو کیونکر چھوڑ سکین جو استعدادون
...طینتون اور جبلتون اور فطرتون کا بھی آپ ہی خالق اور مالک ہے۔ اور اسی
...مشیتہ اور ارادہ سے سارے کام چلتے ہین وہ رب العالمین وفعال لما یرید[1] و
...ق کل شئ ہے[2]۔ وہی ہے جس نے فرمایا۔ واللہ خلقکم وما تعملون[3] (پ ۲۳
... ت ۲۲) فطرۃ کا بھی وہی خالق ہے۔ جیسے فرماتا ہے کہ فطرۃ[4] اللہ التی فطر
...ناس علیہا۔ (پ ۲۱ ر ۷ ت ۳) ہان یہہ سچ ہے کہ وہ نیکیون سے راضی اور
...یون سے ناراض وہ مفتریون کو ڈہیل نہین دیتا۔ کہ سرسبز ہون اور ان کا انجام
...میابی کے ساتھہ ہو۔ اوس کا پاک ارشاد تو یہہ ہے انا لننصر[5] رسلنا والذین امنو
... الحیوۃ الدنیا۔ ہم اس پاک وعدہ آلہی کے سامنے کسی تاریخ کو جو اس کے خلاف
...و کیا وقعت دیسکتے ہین ولو تقول[6] علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ
...الیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ (پ ۲۹ ر ۵ ت ۷) مین صاف ارشاد ہے

[1] وہ بڑا کرنے والا ہے جو چاہے ۱۲۔
[2] وہ ہر ایک شئے کا پیدا کرنیوالا ہے ۱۲۔
[3] اور اللہ نے پیدا کیا تمکو اور جو تم کرتے ہو ۱۲
[4] خدا کا پیدا کرنا ہے جس پر پیدا کیا آدمیون کو ۱۲
[5] اس آیت کا ترجمہ اوپر گذرا ۱۲
[6] اور اگر بنا لاتا ہم پر کوئی بات تو ہم پکڑتے اس کا دہنا ہاتہہ پھر کاٹ ڈالتے اسکی رگ جان ۱۲

کہ مفتری علی اللہ اتنی مدت مین ضرور مارا جاتا ہے جتنی مدت مین یہہ آیتہ دعوے
نبوت کے بعد نازل ہوئی اس پاک قانون کے مقابلہ مین قرآن کریم سے کوئی ایسی
ایتہ لاتے جس مین یہہ مندرج ہو تاکہ اللہ تعالی اپنے مفتریون کو بھی اتنی ڈھیل
دیتا ہے یعنے ۲۳ برس کی مہلت اور وہ مفتری علی اللہ کو کامیاب کر دیتا ہے۔
نعوذ باللہ کیا آدم سے لیکر ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم تک ایسا کوئی مفتری
ہوا ہے جس کے ذکر کو قرآن کریم نے ترک فرمایا کیا یہہ پاک کتاب تِبْیَانًا لِّکُلِّ[۵۱]
شَیْءٍ نہین۔ اللہ سے ڈر کر جواب دو اور موت کو یاد کرو فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ[۵۲]
مُّسْلِمُوْنَ (پ اول ر آخر ت ۴) اور ایک مسلمان کا دل کانپ نہین جاتا کہ
خدا کے پاک کلام کے کسی حصہ کو کسی انسانی کلام سے رد کرنے کی دلیری کرے۔ اور نہ جانے
کہ وہ قادر شدید البطش و العقاب فرماتا ہے یُرِیْدُوْنَ[۵۳] لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَ
فْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (پ ۲۸ ر ۹ ت ۸) ایک مومن
آل فرعون سے تو حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیوالا کم نہو جس نے
فرعون کے سامنے کہدیا تھا وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا
یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ
(پ ۲۴ - ر ۹ - ت ۲۸) ہمین تو ہمیشہ تعجب آتا ہے جب ہم قرآن کریم کے

---

۵۱ بیان کرنیوالی ہر شئے کی ۵۲ تم ہرگز نہ مرنا مگر خدا کے فرمان بردار ہوکر۔
۵۳ چاہتے ہین کہ بجھا دین اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ چاہتا ہے اپنی روشنی پوری کرے گو برا ہی
مانا کرین منکر ۱۲۔
۵۴ [illegible]

ان آیات[۵۵] کے مقابلہ مین ان مدعیان اسلام سے چند ایسے ڈھکوسلے سنتے ہین جن سے
اللہ تعالی کے پاک کتاب کو بے سروپا تاریخون سے اڑاتے ہین اور ماقدروا اللہ حق
قدرہ والے بنتے ہین۔ کیا اُن کے کانون نے یہہ آیت نہین سنی اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ[۵۶] اَنَّا
اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ (پ ۲۱ - ر ۱ - ت ۷) کیا اختلافون کے
مٹا دینے کے لئے قرآن نازل نہین ہوا تھا اور کیا اس قرآن مین آدم سے لیکر
ہمارے حضرت سید الاولین والآخرین تک جب سبھی باتون کو بیان کیا گیا تھا
جن سے عبرۃ لاولی الابصار ہو تو ایسا ایک واقعہ بھی بیان نہین کیا گیا کہ کسی
مفتری علی اللہ کو بھی مہلت دی گئی ہے اور وہ انجام کار کامیاب بھی ہوا ہے
اور اگر ایسی ہی گڑبڑ ہے تو پھر صادق اور کاذبون مین عند الناس کیا امتیاز ہوگا
اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا[۵۷]۔ پھر اس سے بڑھکر تعجب ہے اور ہم تمام مسلمانون
سے جو کسی طبقہ کے ہون یا کسی مذہب و فرقہ کے ہون للہ دریافت کرتے ہین
کہ مصنف درہ نے بڑی جرارت سے جو یہہ قاعدہ باندھا ہے جو درۃ کے صفحہ ۱۵۱
مین ہے۔ غیر عرب کی احادیث مرویہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب
ہین وہ لغت قرآن کی کبھی مفسر نہین ہوسکتین۔ انتہی پھر اس قاعدہ کی اس ناخدا
ترس درانی صاحب نے یہہ تکمیل کی ہے جسکو صفحہ ۱۶۰ سے تا صفحہ ۱۶۷ مین لکھا ہے
کہ جن احادیث مین لفظ توفی مستعمل ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک
سے نکلا ہوا لفظ نہین ہے۔ اور یہہ کہ اُن راویون نے جو کہ عرب نتھے بلکہ عجمی تھے
جیسے امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارقطنی

---

۵۵ کیا ان کو بس نہین کہ ہم نے تجہپر خاص کتاب اتار دی جو انپر پڑھی جاتی ہے ۱۲
۵۶ کیا مومن فاسق کے برابر ہوگا۔

اور حاکم بیہقی انہون نے اپنی احادیث مین ان الفاظ کو بالمعنی روایت کیا۔ اس
مین مذہب کے آئمہ مشہورہ اور اُن کے کل احادیث کو بیجا جرح سے ناقابل اعتبار
بنایا ہے۔ نعوذ باللہ[1] من الشرور انفسہم ومن سیات اعمالھم اور دوسرا
قاعدہ یہہ باندہا ہے جو اپنی کتاب درۃ الدرانی کے صفحہ ۱۵۲ مین بیان کیا ہے
قیش۔ تمیم۔ اسد۔ ہذیل۔ بعض کنانہ۔ بعض طائیہ اور ساتوان قبیلہ قریش سے
تمام قبائل عرب سے باعتبار زبان کے اجود ہین اور ماخذ لسانی مین یہی ساتون قبیلے
معتمد علیہ ہین اور ان کے ماسوا کے لغت کا کوئی اعتبار نہین۔ اب ہم خود مصنف
کی کتاب اور اُن کے جوابات کو دیکہتے ہین تو وہ برخلاف قاعدہ خود لسان العرب
تاج العروس۔ مجمع البحار۔ قاموس اللغتہ سے لغت مین اور درمنثور بیضاوی۔ خازن
تفاسیر مین استدلال کرتے ہین بلکہ ان کی کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ اپنے خیالی
خیالی باتون کو بھی دلیل پکڑتے ہین پس کوئی منصف ان سے پوچہے کہ ان مفسرین
اور اہل لغت نے جن سے تم نے اپنی کتاب مین استدلال کیا ہے کیا یہہ التزام
کرلیا ہے کہ وہ ہر ایک معنے کے ماتحت لکہتے ہین کہ یہہ معنی فلان قبیلہ سے لئے
گئے ہمارے حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور بعض دیگر ائمہ اور اولیا اور
تمہارے مولوی غلام نبی بھی عجمی تھے اور خود مصنف بھی عجمی ہے تو اون کی بات
لحاظ کیونکر ہوگا۔ اور کیا فقہ و اصُول فقہ مین ان قواعد کو مدنظر رکھا گیا ہے بلکہ

[1] ہمکو درانی صاحب سے تو کوئی تعجب و افسوس نہین ہے کہ ان کو بوجہ ایک ولی اللہ کے دلی بغض کے
دل پر غلاف چڑہ گیا ہے جسکی وجہ سے اِن مین بصارت و بصیرت باقی نہین رہی مگر ہمکو حضرت مولوی ابو الوفا
بڑا ہی تعجب ہے کہ انہون نے درۃ کے باوجود ان عقائد کو دیکہے کسطرح ایسی کتاب پر تقریظ لکھی مگر احتمال ہے کہ حضرت مولوی صاحب
کو دہوکا دیا یا مصنف جناب کے دم مین آکر تقریظ لکہدی ہو ورنہ مین جانتا ہون علم و تبحر مولوی صاحب کے علم و فضل کے قائل ہین اور انکے علم

ذرہ مسلمہ کتب فقہ کو ملاخطہ کرکے انصاف کرو یہہ دونون قواعد مخترعہ مصنف ایسے ہین جن سے
مصنف نے بیخ و بنیاد منقول کی اکہاڑدی ہے اور افسوس ہے کہ ہمکو اوس پر عمل
کرنے کے لئے ترغیب دیجاتی ہے اور طرفہ یہہ کہ آپ اون قواعد پر عمل کرنے سے
بچتے اور پرہیز کرتے ہین۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ پبلک کو دہوکہ دینے کے لئے ہمین
وہابی لکھنا تو اس کا جواب اس سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ سید محمد نذیر حسین دہلوی
تمام فرقہ وہابیہ کے شیخ الکل فی الکل علی الکل ہے جو ہمارے حضرت اقدس کے
تکفیر مین اول المکفرین ہے اور غزنوی جماعت تو حضرت اقدس کے قتل کے فتوے
مین بھی شریک ہے۔ ہم حیران ہین کہ مولف صاحب کو مورخ مطبرون کے چار صفحہ
تک عبارتین لکھکر نامہ اعمال کیطرح کتاب کو سیاہ کرنے کی ضرورت کیا پڑی تھی
ہم اس مطبرون کا تو اعتبار کرین اور تمام ائمہ کرام کو قرآن کریم کے ساتھ معتبر نہ مانین
صفحہ ۴ کے حاشیہ کی آخر سطر مین آلہی غضب کے باعث وہابیت کا پنجاب مین پہیلنا
بیان کیا ہے ہمین بہت تعجب ہے کہ مولف صاحب نے مولوی اسمٰعیل اور سید احمد
بریلوی و شاہ ولی اللہ[1] دہلوی وغیرہ کا نام اشاعت وہابیہ کے ساتھہ کیون فروگذاشت
کیا ہے جس کی باریک در باریک تہہ اولٹنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غزنوی
وہابیت کچھ ہو یا نہو مگر دہلوی وہابیت سے مولف ضرور مشرف ہے اور ہمارے
حیدر آباد کی پبلک اس اخفار سے ضرور کچھ خوش ہوئی ہو گی کیونکہ وہ اس
سر خفی کو سمجھی نہین اور اسی وجہ سے کچھ پیسے آپ کو مل بھی گئے والا یہہ بڑا ہی
تعجب ہے کہ عبداللہ صاحب غزنوی اور وہابیان نجد کا تذکرہ جو ہیر کے اصل اشاعت
کنندگان وہابیہ کا نام کیون خورد برد کردیا کوئی درانی صاحب سے اتنا پوچہنے والا بھی ہے

[1] منہ۔ تحفہ حنفیہ مطبوعہ پٹنہ مورخہ ۔ ۔ وہ شاہ ولی اللہ کی تعریف اس عبارت مین کرتا ہے ۱۲

کہ عبداللہ غزنوی کو کس قوم نے جگہہ دی تہی اور جب وہ پنجاب مین آئے تہے اور
ان کے کثیر اہل و عیال و اتباع کو جو غزنی سے اُن کے ساتہہ آئے ہوئے تہے تو کن
لوگون نے مکان اور خرچ کا بار اٹہایا تہا۔ کیا حضرت اقدس مرزا صاحب نے
اب آپکے آخر خطبہ صفحہ سات مین اور دو تین باتین قابل ذکر رکہی ہین ایک تو
یہہ کہ آپنے اپنے کو افسوس موئد من اللہ قرار دیا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے
مخصوص گردانا ہے اور ایک شہنشاہ کی اولاد ہونے کا فخر ظاہر کیاہے ۔ اللہ
اللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ہم آپ کو قسم دیتے ہین کہ کیا جہان آفرین نے
آپ مین کوئی خصوصیت بخشی ہے یون تو حضرت اقدس کے جہوٹے رد کرنیوالے
بہت سے لوگ ہین بس تردید کے لئے تو آپ کی کوئی خصوصیت نظر نہین آتی
رہی کوئی اور غرضی بات جس مین آپ مؤید بروح القدس ہین تو ذرہ آپ اپنے
دل کیطرف توجہ کرکے حسبۃً للہ اتنا ہی بتادو کہ خود آپ کو روح القدس سے
موئد ہونا کیونکر ثابت ہوا آپ تو ابہی مقلد ہونے کا دعوے فرماتے ہین ذرہ
آپ ہمارے کتب فقہ سے کوئی روایت تو پیش کرین کہ جس سے ثابت ہو کہ
آپ کسطرح موئد بروح القدس ہین مجہے تو کچہہ ایسا یقین پڑتا ہے کہ اب آگے
چلکر آپ نزول روح القدس وملی الاشہاد تائید روح القدس کے منکر ہونگے
کیونکہ الہی بندون سے جو کوئی مقابلہ کرتا ہے وہ آپ ہی اپنے پانون پر کلہاڑی
مارتا ہے ہم آپ کو بتلائین کہ آپ نے جو آبا و اجداد کی بزرگی مین شہنشاہ
کا لفظ اختیار فرمایا۔ اس مین کیا محذور شرعی لازم آتا ہے ہم حسبۃً للہ آپ کو
ایک حدیث سناتے ہین جس مین اس شہنشاہ کے لفظ پر جس کا ترجمہ۔ احکم
الحاکمین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے کیسی مذمت کی اور مخلوق کو بڑا ایا
کہ ... نام رکہے جو اللہ کا حق ہے ۔

وعن[1] ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان اخنع اسم عند اللہ رجل تسمی ملک الاملاک لا مالک الا اللہ
قال قال سفین مثل شاہان شاہ قال احمد بن حنبل سالت ابا عمرو عن اخنع
فقال اوضع اخرجہ الخمسہ الا النسائی و المسلم فی اخری اغیظ رجل علی اللہ
تعالی یوم القیامۃ و اخبث رجل کان یسمی ملک الاملاک لا ملک الا اللہ
تعالی رواہ البخاری و المسلم و ابوداؤد و الترمذی و مالک مقدمہ اولی مین
آپ نے اپنی تاریخ دانی کا کمال ہی کردیا ہے اور ہمین کیسا موقعہ دیا ہے کہ واقع مین ان
تاریخ دانون کی باتون پر خیال رکہین تو کسی امر حق تک پہنچنا کیسا مشکل ہوتا ہے اور وہ
یہہ کہ تاریخ والون نے بانی اسلام اور قرآن اور متبعان قرآن پر ایسے خطرناک حملہ
کئے تہے جس سے ضعیف الایمان اور نادان لوگون پر خطرناک اثر پڑنے لگا تہا تو الہی
تائید سے ملہم من اللہ نے موئد ہو کر براہین احمدیہ لکہی[1] آپ مین ذرہ خدا ترسی ہوتی
اور جیسا صفحہ، ہین لکہا کہ آپ حسبۃً للہ محض اس فتنہ و فساد کے مٹانے کے لئے
بخوف حدیث الجام ردمرزا صاحب کے طرف متوجہ ہوئے تو اسیطرح آپ سوچتے

[1] ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک بہت بڑا شرک آموز
نام یہہ ہے کہ کوئی شخص ملک الملاک نام رکہے حالانکہ بجز خدای تعالی بزرگ کے کوئی مالک نہین ہے سفیان نے کہا جیسے کہ
شاہان شاہ۔ احمد بن حنبل فرماتے ہین کہ مین نے ابوعمرو سے دریافت کیا کہ (اس حدیث مین) اخنع یعنے شرک
آموز کے کیا معنے ہین انہون نے جواب دیا کہ شرک سے بہری ہوئی کہے ہین۔ بجز نسائی کے پانچون اس کے
راوی ہین اور مسلم نے ایک روایت مین یہہ بیان کیا ہے کہ خدا تعالی کے نزدیک قیامت کے دن نہایت غصہ کے
لایق اور بہت بڑا خبیث آدمی وہ ہے جو ملک الاملاک نام رکہے حالانکہ بجز خدا کے کوئی مالک نہین ہے ۱۲

[1] دیکہو ص ۔ کتاب کتاب البریہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ و السلام۔

کہ آو اریون کے رد پر بھی انہی اسباب سے متوجہ ہوین اور جسطرح بزعم خود اس نفتنہ کے مٹانے
کے لئے کمر بستہ ہوئے اسیطرح عیسائی فتن آریہ فتن برہمو کے فتن اور نیچرون کے
فتن و دہریون کے فتن انگریزی تعلیم یا فنون کے فتن پر متوجہ ہوئے یا ان فتنون کے
وقت حدیث الجام یاد نہ رہی۔ ہان سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔ رہا گالیان دینے
دینے کا مسئلہ سو چونکہ مخالفین اسلام نے مرزا صاحب کے تصنیفات کے پہلے ہی
بہت کچھ دشنام دہی و سب و شتم تمام انبیاء و اولیاء و ائمہ جمیع مسلمین و ملائک و
کتب الہیہ کے حق مین کر چکے تھے فہرست کتاب البریہ مین صفحہ (۹۳) صفحہ (۱۲۴)
تک مندرج ہے لہذا آیت [۱] وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْل
انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق۔ (پ ۲۵ ر ۵ ت
۱۱) کے ارشاد پر مرزا صاحب نے عمل کیا یعنے سنت انبیا کے بموجب واقعات نفس
الامری کو جس کے ساتھ بفحوائے الحق مُرٌّ مرارت لازمی ہے بیان کیا نہ کہ دشنامدہی
کی جسکی تعریف یہہ ہے کہ نفسانی جوش سے غلط اور بے محل دل آزار باتین منہ سے
نکالی جائین۔ اگر صاحب درہ کو دشنام اور واقعات نفس الامری کے مابہ الامتیاز
کا مادہ ہوتا تو وہ گالی اور واقعات نفس الامری مین تمیز کر سکتے و [۲] اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ
عند اللہ الذین کفروا فہم لا یؤمنون (پ ۱۰ ر ۳) آیات پر لحاظ رکھکر مداہنت کو
جو منہی عنہ ہے پسند نہ کرتے۔
طرفہ یہہ ہے کہ خود آپ کی کتاب مین جو صرف برائے نام (۱۸) جزو کی ہے (۱۱۲)

[۱] اور جو کوئی بدلہ لے اپنے ظلم پر سو اس پر بھی ملامت نہین ملامت تو اوپر ہے جو ظلم کرتے ہین لوگو نپر اور دہوم مچاتے ہین ملک مین ناحق ۱۲
[۲] سب جانورون مین بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہین جو منکر ہوئے تو وہ نہین مانتے ۱۲

گندی گالیون سے آپ نے امام زمان حضرت مرزا صاحب کو مخاطب کیا ہے اور (۶)
جگہہ اسی قسم کے گندہ دہنی سے ان کے متبعین کو یاد کیا ہے پس خود آپنے نص قرآنی
لا تسبوا الخ اور حکم نبوی من سب الخ پر کسقدر عمل درآمد کیا ہے [۱] لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ درانی صاحب نے۔

مقدمہ دوم

اس عبارت سے شروع کیا ہے کہ حقیقت الہام و ائمہ کشف
و مذہب کے بیان مین یہہ سرخی تو قایم کی مگر صاحب مذکور سے حقیقت
الہام ہی بیان نہین ہوسکی اور غیظ و غضب مین ایسے ہوش اڑ گئے کہ حقیقت
الہام کو بیان کرنا بھولکر (مگر) کے لفظ سے حضرت مرزا صاحب پر کڑہنا شروع کیا ہے
اور ان کو اس پر افسوس ہے کہ وحی کو الہام کا مترادف کیون کیا گیا ہے پہر صفحہ (۱۰)
مین الہام رحمانی کا معیار شروع کردیا ہے پہر اس حاطب اللیل نقال نے حضرت
صدیق کے کشف کے سوا کسی کے کشف کو قطعی نہین مانا ہے پہر ائمہ مذہب کے سوا
اولیاء اللہ مین سے کسی کے بھی علوم وحی اور غیر وحی کے وارث ہونے سے انکار
کردیا ہے کوئی باغیرت مسلمان جس کو ذرہ بھی صحابہ کرام یا ائمہ اہل سنت و یا تابعین
یا اولیاء اللہ تعالی کی عظمت کا خیال ہے وہ ذرہ غور تو کرے کہ کیا یہہ ساری بزرگ اللہ تعالی
کے علوم وحی اور عام علوم سے بیخبر ہین اور کیا فیوض اتباعی سے یہہ لوگ محروم تھے اور پہر
درانی صاحب کو اتنی بھی سمجھہ نہ آئی کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے یا امام شعرانی یا
اون کے پیر علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے اور ان کے کشوف سے مین
کیون استدلال کرتا ہون صفحہ ۱۳ مین صاف لکھدیا بلکہ حصر کے کلمہ سے کہدیا ہے

[۱] تم کیون کہتے ہو جو کرتے نہین خدا کے نزدیک بہت بڑا عذاب کا موجب ہے کہ کہو وہ چیز جو نکرو ۱۲

کہ یہی ائمہ درحقیقت حضرت رسول اللہ کے وارث تھے حالانکہ میزان مین حصر کا
کوئی کلمہ نہین تہا اور صفحہ ۱۵ مین حضرت مجدد رحمتہ اللہ کا یہہ قول بھی بیان کیا ہے
کہ علماء ظواہر مجتہدات مسیح کو بسبب کمال دقت کے اور غموض ماخذ کے انکار
کردینگے اور کتاب وسنت کے مخالف ان کے مجتہدات کو سمجھینگے - پہر حضرت امام
اعظم رح کو درانی صاحب نے مثل روح اللہ کے مانا ہے لہذا اب ہم امت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سلیم الفطرۃ لوگون کے خدمت مین صفحہ ۱۶ کی عبارت پیش
کرکے اپیل کرتے ہین کہ درانی صاحب نے صفحہ ۱۱ مین تو حضرت صدیق رضہ کے
کشف کے سوا کسی کا کشف قطعی نہین مانا - اور صفحہ ۱۶ مین یون تحریر فرمایا کہ پس امام
شعرانی اور امام ربانی مجدد الف ثانی کے اقوال کشفیہ سے یقینی اور قطعی طور پر
ثابت ہوگیا کہ ائمہ مجتہدین علی الخصوص امام ابوحنیفہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال عین
شریعت اور حقیقت سے ہین امام شعرانی اور حضرت مجدد کے اقوال کشفیہ سے
درانی صاحب کو یقینی اور قطعی طور پر کچھہ ثابت ہوا ہے اور صفحہ ۱۱ مین سوا
ابوبکر رض کے کسی کا کشف قطعی نہین تہا سوچنے کا مقام ہے کہ صفحہ ۱۱ اور صفحہ ۱۶
ہر دو مقام کی عبارتون سے درانی صاحب کے اقوال مین کیسا تناقض تخالف
ثابت ہوگیا اور اگر یہہ کہا جائے کہ امام شعرانی اور حضرت مجدد علیہ الف الف رحمت
وسلام حضرت صدیق رضہ کے مقام پر پہونچکر خود صدیق بنگئے تو پہر یہہ ماننا پڑیگا
کہ ہر راستباز کے الہام وکشوف اس مرتبہ پر پہونچکر قطعی اور یقینی ہوتے ہین
صفحہ ۱۸ مین درانی صاحب نے عجیب مضحکہ خیز اعتراض کیا ہے کہ حقیقت کشف کے
نقل کرنے مین بحوالہ میزان شعرانی یہہ بیان کیا ہے کہ یہہ قول اس اہل کشف کے
کشف کے متعلق ہے جو حالت وصول مین ہر مجتہد کو صواب اور حق پر دیکھتا ہے
اور ایسا کشف ہمیشہ شریعت کے ساتھہ مؤید ہوتا ہے بلکہ وہ مین شریعت ہے تو جناب

درانی صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہی مسلک ہے کہ ہر ایک کانجکش بنگوکی
بات کو جو شریعت حقہ کے موافق نہو کب مانتے ہین رہی یہہ دیانہ تحریف وہ آپ
ہی مین دکہائی دیتی ہے ہان اولیاء اللہ کا الہام قطعی نہ ماننا یہہ اولیاء اللہ سے سوالانکی
ہے جس سے اللہ تعالی ہر ایک مسلمان کو بچائے یہہ لوگ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون
والے ہین اور صدق مقال ان کے لازم حال ہے . اور درانی صاحب کا صفحہ ۲۱
مین رجل فارس سے مراد حضرت ابوحنیفہ علیہ الصلوۃ والسلام کا لینا بھی کچھہ کم حیرت
بخش نہین ہے اول تو اس لئے کہ حضرت امام ہمام رحمتہ اللہ علیہ نے کبھی دعوے
نہین فرمایا کہ مین اس حدیث کا مصداق ہون دوم اُس وقت تو ابھی نزول ایمان
کا زمانہ تہا کیونکہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم - کا وقت[1]
تہا - خیر القرون کے زمانہ مین ایمان کا معلق بالثریا ہونا عجیب امر ہے کیونکہ جب
خیر القرون کے زمانہ مین ہی ایمان معلق بالثریا ہوچکا تو اب اِس زمانے کا جس مین درانی
موجود ہین کیا ٹہکانہ ہوگا - صفحہ ۲۲ مین حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو صدیق اکبر
سے تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہہ صرف مشورہ سے کام لینا بتایا ہے - اب اس
مدعی تائید روح القدس سے پوچھا جائے کہ یہہ ساری انجمنین جو مشورہ سے کام کرتی
ہین وہ سب کے سب حضرت ابوبکر صدیق کی مثل ہوئین صفحہ ۲۶ مین بعضے انبیا علیہم السلام
والصلوۃ کی تشبیہ پر غیظ وغضب ظاہر کردیا اور ذرہ بھی خوف الہی سے کام نہین لیا
کہ امت محمدیہ کے علما اور اولیاء کو کس طرح خود نبی کریم نے انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام سے تشبیہین دی ہین - جسکی تفصیل کچھہ مختصراً ذیل مین درج کی جاتی
ہے - -

[1] بہت عمدہ زمانہ میرا زمانہ ہے پہر وہ جو قریب اس کے ہین اور پہر جو ان کے قریب ہین ۱۲

الا اخبركما بمثلكما فى الملائكة وبمثلكما فى الانبياء مثلك يا ابابكر فى الملائكة لمثل ميكائيل ينزل بالرحمة ومثلك فى الانبياء لمثل ابراهيم اذ كذبه قومه وصنعوا به ما صنعوا قال فمن تبعنى فانه منى ومن عصانى فانك غفور رحيم ـ ومثلك يا عمر فى الملائكة لمثل جبرئيل ينزل بالشدة والباس والنقمة على اعداء الله ومثلك فى الانبياء لمثل نوح اذ قال رب لا تذر على الارض من الكفرين ديارا رواه ابن عدى وابو نعيم فى فضائل الصحابة وابن عساكر عن ابن عباس

(دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۴۴)

سلہ ۵۲ من احب ان ينظر الى ابراهيم فى خلته فلينظر الى ابى بكر فى سماحته ومن احب ان ينظر الى نوح فى شدته فلينظر الى عمر فى شجاعته

سلہ ۵۱ کیا مین تم دونون کو خبر ندون تم دونون کے مثل ہونے کی فرشتون مین اور نبیون مین ای ابوبکر تیری مثال فرشتون مین میکائل کی مثال ہے جو رحمت کے ساتھہ نازل ہوتا ہے اور تیری مثال انبیا مین ابراہیم کی مثال ہے جب اسکو جہٹلایا اسکی قوم نے اور اُس سے کیا جو کچھہ کیا تو اس نے کہا جو میری پیروی کریگا وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو بیشک خدا غفور الرحیم ہے اور اے عمر تیری مثال فرشتون مین جبرئل کی مثال ہے نازل ہوتا ہے شدت سے اور خوف سے اور عذاب سے خدا کے دشمنون پر اور تیری مثال انبیاء مین نوح کی مثال ہے جب اس نے کہا ای پروردگار زمین پر کافر کا ایک گہر بھی نرہنے دے اسکو روایت کیا ہے ابن عدی اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ مین اور ابن عساکر نے ابن عباس سے ۱۲

سلہ ۵۲ جسے دیکھنا ہو ابراہیم کو اسکی محبت مین تو چاہئے کہ دیکھے ابوبکر کو اسکی جوانمردی مین اور جسے دیکھنا ہو نوح کو اسکی شدت مین تو اُسے چاہئے کہ دیکھے عمر کو اس کی شجاعت مین اور جسے دیکھنا ہو ادریس کو اسکی رفعت مین تو چاہئے کہ دیکھے عثمان کو اسکی رحمت مین اور جسے دیکھنا ہو یحیی کو اس کے جہاد مین تو چاہئے کہ دیکھے علی کو اس کی طہارت مین ـ روایت کیا ہے ابن عساکر نے انس سے ۱۲

ومن احب ان ينظر الى ادريس فى رفعته فلينظر الى عثمان فى رحمته ومن احب ان ينظر الى يحيى فى جهاده فلينظر الى على فى طهارته رواه ابن عساكر عن انس (دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۶۱)

سلہ ۵۳ يا على اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه ليس بعدى نبى رواه مسلم وترمذى عن سعد وابن ماجه والترمذى عن جابر واحمد بن حنبل والبيهقى عن سعد وابو بكر المطرى فى جزئه عن ابى سعد (دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲)

سلہ ۵۴ ما من نبى الا له نظير من امتى وابو بكر نظير ابراهيم وعمر نظير موسى وعثمان نظير هارون وعلى ابن طالب نظيرى ومن سره ان ينظر الى عيسى ابن مريم فلينظر الى ذر الغفارى رواه ابن عساكر ـ

سلہ ۵۵ ابن حبان اپنی تاریخ مین ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین لن يخلوا الارض من ثلاثين مثل ابراهيم خليل الرحمن بهم تغاثون وبهم ترزقون

سلہ ۵۳ اے علی کیا تو راضی نہین اس پر کہ ہو تو میرے ساتھہ بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر اتنی بات ہے کہ میری بعد کوئی نبی نہین ہے اس کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے سعد سے اور ابن ماجہ اور ترمذی نے جابر سے اور احمد بن حنبل اور بیہقی نے سعد سے اور ابوبکر مطری اپنے جزءمین ابی سعید سے

سلہ ۵۴ کوئی ایسا نبی نہین مگر اس کا ایک نظیر ہے میری امت مین سے ابوبکر ابراہیم کا نظیر ہے اور عمر موسیٰ کا اور عثمان ہارون کا اور علی میرا نظیر ہے ـ اور جسے پسند ہو کہ ابن مریم کو دیکھے اس کو چاہئے کہ ابوذر غفاری کو دیکھے اس کو روایت کیا ہے ابن عساکر نے ۱۲

سلہ ۵۵ زمین ہرگز خالی نہین ہوتی (۳۰) آدمیون سے جو مثل ابراہیم خلیل اللہ کے ہوتے ہین انہین کے سبب سے فریادین سنی جاتی ہین اور کہانا دیا جاتا ہے اور بارش ہوتی ہے ۱۲

وبھم تمطرون۔

العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اس کی شرح خود دورانی صاحب نے

اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰ مین حسب مسلک مرزا صاحب لکھدی ہے۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد　　خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است

العلماء ورثة الانبیاء۔

اور اولیاء نے کسطرح اپنے آپ کو بعض دفعہ انبیاء سے مشابہ ٹھیرایا ہے

اس کی فہرست حسب ذیل ہے۔

ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے الدار الثمین مین فرمایا ہے [۱] بلغنی

عن سیدی العم انہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فی النوم فلم یزل یدنینی منہ حتی صرت نفسہ

اور [۲] ابن حزم ظاہری کی نسبت شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے

ایسا ہی ارقام فرمایا ہے۔ اور یہہ نظارہ انا محمد کہنے کا ہے افسوس کہ

لوگ انا اللہ کہہ گذرے انا محمد اپنے حق مین بول چکے پھر انا المسیح اور انا

عیسی ابن مریم کہنے والے پر یہہ شور و غل کیون۔

اور پھر دورانی صاحب نے اسی کتاب کے صفحہ ۴۱ مین تشبیہات اولیا بانبیا کو

بیان کیا پھر صفحہ ۴۲ مین حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی کے جلد اول کے

مکتوب ۲۵ کی نقل جو ذیل مین بجنسہ لکھی جاتی ہے کی ہے۔

(۱) حضرت صدیق وحضرت فاروق باوجود حصول کمالات محمدی و وصول

---

[۱] میرے بزرگ چچا سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ انھون نے بیان کیا کہ مین نے خواب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مین آپکے قریب چلا جاتا ہون یہانتک کہ مین آپ ہی کی ذات ہوگیا ۱۲

بدرجات ولایت مصطفوی علیہ الصلوۃ والسلام درمیان انبیاء ما تقدم

درطرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیم دارند و درطرف دعوت که

مناسب مقام نبوت است مناسبت بحضرت موسی دارند و حضرت

ذی النورین در ہر دو طرف مناسبت بحضرت نوح دارند و حضرت امیر

از ہر دو طرف مناسبت بحضرت عیسی دارند و چون حضرت عیسی روح اللہ

است و کلمہ لاجرم طرف ولایت در ایشان غالب است از جانب نبوت

و در حضرت امیر نیز بواسطہ آن مناسبت طرف ولایت غالب است۔

انتہی۔ اسی صفحہ مین حضرت مرزا صاحب کی وحی والہام پر انکار کیا ہے اور اتنا

بھی نہین سمجھا کہ وحی کا لفظ قرآن کریم کے رو سے کس قدر وسیع ہے حضرت

موسی کے والدہ کو اللہ کریم نے وحی کی عزت بخشی جیسا فرمایا [۱] اِذْ اَوْحَيْنَا

اِلٰی اُمِّكَ مَا يُوْحٰی (پ ۱۶ ر ۱۱ ت ۱۴) مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے

حواریون کو وحی کی سعادت سے مسعود فرمایا جیسے فرمایا وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى

الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوا بِيْ (پ ۷ ر ۵ ت ۳) اور صفحہ ۲۷ مین آپ نے

جنت کی بشارت پر رنج ظاہر کیا ہے اور اس مین قرآن کریم کی آیت

ذیل کا انکار کرکے دو جہان کی روسیاہی حاصل کی ہے اور کیسی بدبختی سے

کام لیا ہے اور بالکل نہین سمجھا ہے کہ عام استقامت والے مومنین کو ایسے

بشارتین جنت کی حاصل ہو سکتی ہین کجا کہ اتقی اور امام زمان ہو دیکھو اللہ

تعالی فرماتا ہے [۲] اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

---

[۱] جب وحی کی ہم نے تیری ماںکو جو آگے سناتے ہین ۱۲ [۲] اور جب مین نے وحی کی حواریون کے طرف کہ مجھے مانو ۱۲ [۳] تحقیق جنہون نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر مضبوط رہے ۱۲

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ
الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (پ ۲۴ ر ۱۷ ات ۵) درانی صاحب تم اپنی
ضد و شقاوت و کجی سے علیحدہ ہوتے تو ضرور غور کرتے کہ جو لوگ ربنا اللہ کہتے
اور استقامت کرتے ہین اون کے لئے فرشتے بہیجے جاتے ہین تاکہ
جنت کی بشارتین دین مگر تم کو امام زمان کے بغض سے یہہ گمان نصیب
ہو سکتا ہے اور پہر تم نے اسی صفحہ مین عذاب و بلا سے محفوظ رہنے پر
اعتراض کیا ہے (یعنے ما کان اللہ لیعذبہم الخ کے الہام پر) تو اس کا جواب
لینا چوڑا دینے کے بجائے ایک مختصر محسوس رنگ مین ہم یہہ دکہاتے
ہین کہ پنجاب کے ضلع گورداسپور اور سیالکوٹ و جالندہر و ہوشیارپور
وغیرہ مقامات مین طاعون پہوٹتی ہے اور قادیان اون کے وسط مین موجود
ہے اور اوس وقت حضرت مرزا صاحب کو یہہ الہام ہوا ہے (انہ
اوی القریہ) اور (من دخلہ کان امنا) اور لولا الاکرام لہلک المقام
اور کشف مین یہہ دکہایا گیا ہے کہ وہ بلا جو ہلاک کرنے کے لئے نازل ہوئی
ہے وہ ہاتہی کی شکل مین متشکل ہوکر جہان مغضوب علیہم کو ہلاک کرتی ہے
وہ حضرت مرزا صاحب کے پاس آکر ایک بامیا اور مطیع حالت اپنی ثابت
کرتی ہے اور حضرت اقدس نے یہہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے مقام
قادیان شریف کو طاعون جارف سے پاک رکہیگا اور اوس ... وہ بہت
الکلاب سے محفوظ و مامون رہیگا۔ اور ... کا دعوے آپ نے کیا

سلہ ان پر فرشتے اترتے ہین یہہ کہتے ہوئے کہ تم ڈرو مت اور غم مت کہاؤ اور خوش ہو اوس جنت سے
کی جس کا تم کو وعدہ تہا سلہ اور اللہ ان کو عذاب نہین کریگا جبتک وہ استغفار کرتے رہینگے ۱۲

كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (پ ۹ ر ۱۸ ات ۴) سے کمزور
ہو جاتا ہے۔ اور جبکہ تبع رسول حسب تحریر تمہارے مندرجہ صفحہ ۴ بذیل
حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل عیسوی المشرب اور موسوی المشرب
اور آدمی المشرب و ابراہیمی المشرب ہو جاتا ہے تو اس کے فیوض سے
ظلی طور پر حسب استعداد وہ کمالات حاصل کر لیتا ہے جو اس کے متبوع
مین ہین چنانچہ الہام مذکورہ بہی اسیطرح کا ہے۔ درانی صاحب نے
صفحہ ۳۳ مین حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کو نفس خلقت مین اور
باعتبار فطرت کے بہی جمیع انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے برخلاف ثابت
کرنے کی (نعوذ باللہ) گندی کوشش کی ہے ناخدا ترسی سے قرآن کریم کو
مغضوب علیہم کی طرح پیٹہ کے پیچہے پہینک دیا ہے اور نہین سمجہا کہ اللہ
کریم نے قرآن مین صاف ارشاد کیا ہے اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ
آدَمَ (پ ۳ ر ۱۴ ات ۵) مگر تم درحقیقت تمام انبیا علیہم السلام کے برخلاف
اون کو مانتے ہو۔ اور قرآن کریم مثل آدم فرماتا ہے۔ صفحہ ۳۴ مین نافہمی سے
قانون قدرت کا ذکر چہیڑا ہے اور پہر اوس ناعاقبت اندیش انسان کی
طرح جو اپنے منصوبون کو حاجت روا یقین کر بیٹہا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب
پر پیچہ پیٹ کا بیجا الزام لگایا ہے تم نے ابتدا مین بصفحہ ۵ وہابی تجویز کیا تہا
بصفحہ ۳۳ و ۳۴ نیچری بتاتے ہو اور اس سے بہی نہین ڈرتے دروغ گویم
بر روئے تو اور دعا کرتے ... جب آپ کے سامنے حضرت
اقدس کے برکات الدعا اور ... جو ایک ضروری اتمام حجت آئینہ کمالات

سلہ عیسی کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال سے ۱۲

اسلام مین بصفحہ (۲۲۶) مندرج ہے پیش کردی جائیگی جس مین حضرت
مرزا صاحب نے نیچرون کا استعمال کیا ہے تو آپ کو کسقدر خفت
اٹھانی پڑے گی۔ مگر ضد اور زیغ فی القلب انسان جو کچھ چاہتا ہے گزرتا
ہے۔ سر سید احمد خان حضرت مرزا صاحب کی کتابون کو بے سود یقین کرتے
تھے اور حضرت مرزا صاحب نے مسئلہ ایمان باللہ اور ایمان بالملائکہ اور
ایمان بالانبیا اور جنت و دوزخ ان سب امور مین سید احمد کے برخلاف
لکھکران پر اتمام حجت کے لئے بارہا مضامین مذکور شایع فرمائے ہین ہان اگر
حضرت مرزا صاحب کسی قانون قدرت کا ذکر کرتے ہین تو ان کی مراد
اُس قانون قدرت سے ہوتی ہے جس قانون کا تذکرہ خود قرآن کریم مین موجود
ہے۔ درانی صاحب اگر آپ کو کچھ بھی موت کا خیال ہے تو سوچو کہ جسطرح
آپ کے آباد اجداد کا کابل کی سلطنت نے وفاداری سے ساتھ نہین دیا
اسی طرح اس درہ کا چند سو روپیہ کیا آپ کا وفادار رہنے گا پس خیال کرو جبکہ
تمنے امام ابوحنیفہ علیہ الف الف تحیۃ وسلام کو حضرت ابوبکر سے تشبیہ دیتے
ہوئے صرف ایک ہی فعل شورہ کو آیتہ کافی سمجھا تھا تو حضرت عیسیٰ کی تشبیہ
مین آپ کو اتنی وسعت خیالی کیون پیدا ہو گئی۔ پھر صفحہ ۳۵ مین حضرت
مسیح کے معجزات پر آپ نے ایسا ہاتھ مارا ہے جس سے آپکے ہوش بھی
جاتے رہے ہین اور خیال بھی نہین گیا اگر حضرت مسیح طیور کے خالق ہین اور
شافی بھی ہین اور محی بھی اور عالم الغیب بھی اور اُس کے علاوہ وہ موجود فی
السماء بجسدہ العنصری بھی اور قدوس بھی اور حلال و حرام کرنے والے
بغیر کھائے پیئے کے زندہ رہنے والے۔ اور دو ہزار برس کی مدت بھی
اُن پر کسیطرح موثر نہین اور اُن کے آیندہ مرنے کے لئے بالخصوص آپکے

پاس کوئی پیش بہا ثبوت بھی نہین۔ تو پھر آپ اور آپکے ہم مشرب جماعت مشرکین کے
شرک پر توجہ کرتے جو صرف بعض افعال کے بعض مقربین کے یقین پر مشرک
ٹھہرائے گئے ہین۔ کیا تم نے قرآن مین کبھی پڑھا نہین قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ[۱]
(پ ۱۳ ر ۸ ت ۸) اور جہان اخلاق و تخلق فرمایا ہے وہان خلق اللہ کا لفظ
قرآن کریم مین نہین ہے۔ اور تم نے نہین پڑھا اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّيَ الَّذِيْ
يُحْيِ وَيُمِيْتُ[۲] (پ ۳ ر ۳ ت ۱۰) اور اَحْيِ الْمَوْتٰى (پ ۳ ر ۱۲) و تخراج
الموتیٰ مین (پ ۷ ر ۵) مین بھی اللہ نہین ہے۔ اور تم اپنے نبی کریم افضل الرسل
کو کیون مسیح سے حقیر کرتے ہو اور اللہ سے نہین ڈرتے کیا تم نے قرآن مین نہین
پڑھا کہ اللہ کریم حضرت سید المولیٰ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حق مین فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ[۳] (پ ۹ ر ۱۰ ت ۵) تمہین کیا ہو گیا ہے تم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کچھ ایسے لفظون کے اور معنی لینے لگتے ہو اور
مسیح کے وقت ایسے لفظون سے ایک خاصہ خدائی تجویز کرتے ہو فَاعْتَبِرُوْا يٰٓ
اُولِي الْاَبْصَارِ اور پھر تم نے صفحہ ۳۸ مین حضرت مسیح کی نسبت قرآن پر تہمت
افترا کیا ہے کہ قرآن مین بیان فرمایا گیا ہے کہ اُن کی عمر اس دنیا مین زمانہ کمولت
سے تجاوز نہین کریگی کوئی اون کا دوست اُون سے پوچھے کہ خدا پر افترا
کرنیوالے کا کوئی دوست نہین ہو سکتا کہ قرآن کریم مین تجاوز کا ایک بھی لفظ نہین

[۱] کہدے ہر ایک شئے کا اللہ ہی خالق ہے
[۲] جب کہا ابراہیم نے میرا رب ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے ۱۲
[۳] اے ایمان والو حکم مانو خدا اور رسول کا جس وقت تمکو بلائین تاکہ تمہین زندہ کرین ۱۲

اور اس امر مین ایک ایسی کتاب کا بھی انکار کیا ہے جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب مانی گئی ہے اور اوس کا نام بخاری ہے۔ کیونکہ اُس مین کھل کے معنی حلیم کے ہین۔ اور ان سنون کے لحاظ سے عمر کا تذکرہ درمیان مین نہین رہنا اور لغت عرب کا بھی انکار کیا اور اکثر تفسیرون کا۔ کیونکہ لغت مین کھل کے معنے حسب ذیل ہین۔

(۱) تاج العروس جو لغت عرب مین ایک کتاب اور مسلمہ و مقبولہ درانی صاحب ہے اس کی جلد ۸ صفحہ ۹۵ مین لکھا ہے الکھل من الرجال من وخط الشیب ای خالطہ رایت بجالۃ او من جاوز الثلاثین۔ ترجمہ آدمیون مین سے وہ شخص کھل کہلائیگا جس کو بڑھاپا دامنگیر ہو جائے یا جو تیس سال سے متجاوز ہو جاوے۔ وقال ابن الاثیر الکھل من الرجال زاد الی ثلاثین سنۃ الی اربعین وقیل ہو من ثلاث وثلاثین الی تمام الخمسین وفی الحکم اربعا وثلاثین الی احدی وخمسین۔

(۲) صحاح جوہری جلد ۲ صفحہ ۳۳ الکھل من الرجال الذی جاوز الثلاثین وقال ابن الاعرابی یقال للغلام مراھق ثم محتلم ثم یقال تخرج وجہہ ثم القلت لحیتہ ثم مجتمع ثم کمل وھو ابن ثلاث وثلاثین الخ اور تفاسیر دیکھئے۔

(۳) تفسیر تنویر المقباس جلد ۱ صفحہ ۱۷۴ مین زیر آیۃ ویکلم الناس فی المھد وکھلا مین لکھا ہے کھلا بعد ثلاثین سنۃ بالنبوۃ۔

(۴) حاشیہ للقنوی علی البیضاوی جلد (۳) صفحہ (۷۵) زیر آیت تکلم الناس فی المھد وکھلا (اول سن) لکمولۃ ثلاثون سنۃ او اثنان وثلاثون وثلاث وثلاثون۔

(۵) تفسیر غایۃ البرہان جلد اول زیر آیت مذکورہ کھولت جو تیس سال کے بعد
(۶) تفسیر کمالین صفحہ ۱۰۸۔ زیر آیت بالا کھلا ای ثلاث وثلاثین۔
(۷) تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۱۵۹ از زیر آیت بالا قیل کھلا نبی بشرھا بنبوۃ عیسی علیہ السلام وکلامہ فی المھد معجزۃ وفی الکھولۃ دعوۃ وقال مجاھد وکھلا ای حلیم۔
(۸) تفسیر جامع البیان وکھلا بالنبوۃ۔
(۹) تفسیر غرائب القرآن جلد (۱) صفحہ ۲۲۳ زیر آیت یکلم الناس فی المھد وکھلا الخ الکھل فی اللغتہ الذی اجتمع قوتہ وکمل شبابہ الخ روی ان عمرہ بلغ ثلثا وثلثین۔
(۱۰) تفسیر الوجیز صفحہ ۵۳۶ مرویست چون حضرت عیسی علیہ السلام بہ عمر سی سال رسید مامور شد بہ رسالت بہ بنی اسرائیل تا سہ سال دعوت خلق می فرمود و وحی رسید بایشان بعمر سی سال و دعوت نمودند سہ سال و چند ماہ و زمانہ کھولت از سی سال تا چہل سال است۔
(۱۱) تفسیر عباسی زیر آیت بالا اسی صفحہ مین وکھلا بعد ثلثین سنۃ بالنبوۃ آیت کریمہ وَاِنْ من اھل الکتاب) کا استدلال کیا ہے کہ تمام اہل کتاب آیندہ کسی زمانہ مین مسیح پر ایمان لائینگے۔ مگر اس آیۃ مین درانی صاحب نے ایمان باللہ اور ایمان بکتاب اللہ اور ایمان بہ محمد رسول اللہ نہین تبلایا جس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ موجودہ نصاری کل مومن ہین اور یہی ہے تائید نصاری نعوذ باللہ من ہذہ العقیدہ الفاسدہ اور اتنی بھی سمجھ نہین کہ اگر سارے اہل کتاب حضرت مسیح پر ایمان لائینگے تو اولا آیۃ شریفہ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ

سلہ [illegible]

اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ (پ ۶ ر ۷ ت ۳) اور وَ اَلۡقَیۡنَا بَیۡنَھُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَ الۡبَغۡضَآءَ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ (پ ۶ ر ۱۳) مین تو یہودیون اور نصاریٰ کا قیامت تک باہم تباغض ثابت کیا ہے اور آیۃ شریفہ وَ لَا یَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِیۡنَ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ رَبُّکَ (پ ۱۲ ر ۱۰ ت ۸) مین اختلاف کو ضروری قرار دیا ہے تو پھر وحدت امت ان آیات شریفہ کے کیونکر موافق ہو سکتی ہے۔ پس وان من اھل الکتاب الخ کے ایسے معنے کرنا جو نصوص قرانیہ کے مخالف ہون کیونکر جایز ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۴۰ مین حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء مین حضرت بایزید جیسے عظیم الشان انسان کے لئے چونٹی کے زندہ کرنے سے اُن کی عیسویت کو جو ایک محض دعوے ہے اور جس کا کوئی ثبوت آپ نے پیش نہین کیا ثابت کیا ہے مگر وہ بچے جو مکھیون کو مار کر ذرہ سی ثیر گرم راکھ ان پر ڈالتے ہین اور گلہری کو مار کر اس کے سر کو گوبر کے نیچے رکھکر زندہ کرتے ہین ان کو آپ کیا کہینگے۔ صفحہ ۴۱ مین آپ نے اپنے دادا پیر صاحب کی کیسی موسوی تمثیل دی ہے جس سے غالبًا تمہارے دادا پیر کے روح عالم برزخ مین بڑی خوش ہوتی ہوگی۔ اور شاید اسی کا نتیجہ ہے جو آپ نے صفحہ (۷) مین اپنے آپ کو مؤید بروح القدس کہکر فرقہ احمدیہ کے استیصال کا بیڑا اُٹھایا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے دادا پیر کے سامنے ایک فقہ شریف کی کتاب رکھی تھی انہون نے جلال مین آکر وہ کتاب بزور اٹھا کر زمین پر دے ماری اور یہ فعل اون سے بعینہ ایسا ہی سرزد ہوا جیسے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

۵۱ اور ہم نے ڈالدی ان کے آپس مین دشمنی اور بیر روز قیامت تک ۱۲

۵۲ اور ہمیشہ اختلاف مین رہتے ہین اور رہینگے مگر جن پر رحم فرمایا تیرے پروردگار نے ۱۲

وقوع مین آیا کہ انہون نے توریت کو اٹھا کر دے مارا تھا اب ہر ایک مسلمان کی خدمت مین عرض ہے کہ اگر یون ہی تثلیث ثابت ہوتی ہے تو جتنے وہابی اور غیر مقلد ہین اور جنہون نے کتب فقہ کو زمین پر دے مارا ہے وہ سب آپ کے دادا پیر صاحب سے کسیقدر بڑھکر ہی رہے۔ واقع مین خدا تعالیٰ کی کیا عجیب بدلات نمایان ہین کہ جو اُس کے پاک بندون سے مخالفت کرتا ہے اس کو کسطرح اس کے ہی ہاتھ سے سزا دیکر ہلاک کر دیتا ہے درانی صاحب اگر ایسی باتون سے تثلیث ثابت ہوتی ہے تو ہر ایک عیسائی اور آریہ جب وہ اپنی بد ذاتی اور خبث باطنی سے قرآن کو زمین پر دے مارے تو کیا وہ تمہارے نزدیک نعوذ باللہ حضرت موسیٰ کا مثیل ہو جائے گا۔ اصل سبب ہے کہ درانی صاحب کو القا کے معنیٰ مین دھوکا لگا ہے اور وہ جانتے ہی نہین کہ القا کے معنی زمین سے اُٹھا کر دے مارنے کے نہین۔ اے درانی صاحب تم کسی نبی پر ایسا اتہام مت کرو کیا تم مقدس کتابون کو اس طرح ذلیل کرنے سے موسیٰ بننا چاہتے ہو یاد رکھو وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ (پ ۱۷ ر ۱۱ ت ۷) درانی صاحب کی نیچری اور لاعلمی کی حد ہو گئی کہ عربی مین تو القا کے معنے رکھ دینے کے ہین اور یہ کیسی صاف بات ہے کہ موسیٰ نے کتاب الٰہی کو رکھدیا مگر درانی صاحب جو مغلوب النفس ہین اس کے معنے دے مارنے کے کرتے ہین جس سے کتب آسمانی کی ذلت ایک اولوالعزم نبی کے ہاتھ سے بے سبب ثابت ہوتی ہے اور نیز اُس نبی کا مغلوب الغضب ہونا بھی پایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ دونون باتین اہل حق کے نزدیک

۵۹ اور جو تعظیم کرے اللہ کی نامزد چیزون کی تو یہ دلون کی پرہیزگاری سے ہے ۱۲

کفر یا تمین داخل ہین اور درانی صاحب تم جو میں القرین کے تائید یافتہ ہو آیات ذیل کو تو پڑھو اور دیکھو کسطرح قرآن نے لفظ القیٰ کے معنی خود بیان کر دیئے ہین اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ[سلہ] (پ ۲۶ ر ۱۷ ات ۷)۔

(۲) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا[سلہ ۲] (پ ۵ ر ۱۰ ات ۲)

(۳) وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ[سلہ ۳] الخ (پ ۱۴ ر ۸ ت ۶)

(۴) قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی[سلہ ۴] (پ ۱۶ ر ۱۲ ات ۱۱)

(۵) فَکَذٰلِکَ اَلْقَی السَّامِرِیُّ[سلہ ۵] (پ ۱۶ ر ۱۳ ات ۱۱)

(۶) اِذَا تَمَنّٰۤی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْۤ اُمْنِیَّتِهٖ[سلہ ۶] (پ ۱۷ ر ۱۴ ات ۴)

(۷) فَلَوْلَاۤ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ[سلہ ۷] (پ ۲۵ ر ۱۱ ات ۷) وغیرہ وغیرہ آیات واحادیث۔

درانی صاحب پہر صفحہ ۴۱ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تجھمین عیسیٰ کی مثال ہے پس ہم تم سے پوچھتے ہین کہ تم نے

سلہ بیشک اسمین نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو صاحب دل ہے یا کان لگائے دل سے متوجہ ہو کر ۱۲

سلہ ۲ اور نکہو اس کو جو تم سے سلام علیک کرے تو تو مسلمان نہین ۱۲

سلہ ۳ اور زمین پر پہاڑ رکھے ۱۲

سلہ ۴ بولے اے موسیٰ یا تو تو پہلے رکھ یا ہم پہلے رکھنے والے بنین ۱۲

سلہ ۵ پھر اسیطرح سامری نے رکھا ۱۲

سلہ ۶ جب اس نے تمنا کی تو شیطان نے بیچ ملا دیا اس کی تمنا مین ۱۲

سلہ ۷ اس کو کیون نہ پہنائے سونے کے کنگن ۱۲

جس قدر حضرت مسیح کے صفات قائم کئے تھے اور حضرت مرزا صاحب کو ان مثالون مین تشبیہ دینا چاہا تہا کیا حضرت علی ان ہی اوصاف مین حضرت عیسیٰ سے مشابہ تھے کیا مولا مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام والد ابوطالب نہ تھے۔ اے درانی صاحب کسی سیدے پوچھئے اگر تمکو خبر نہ ہو کیا وہ چڑیان بنایا کرتے تھے۔ کیا جناب علی مرتضیٰ نے عمر مین تہارے معنے کے مطابق کہولت سے تجاوز نہین کیا تہا اور کیا عام اہل کتاب آپ پر ایمان لائے تھے۔ پس تمہاری کتاب کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ کسطرح تمہارے ہی قلم سے مردود کئے گئے یہہ ہین معنی اس آیت شریف کے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ[سلہ] (پ ۷ ر ۷ ت آخر) پہر کیا مولا مرتضیٰ کے ہاتھ سے دجال قتل ہوا۔ کیا ظاہری سلطنت وحکومت آپ کے عہد مین ایسی ہوئی کہ کوئی دین باقی نہ تہا کیا نصرانیت نیست و نابود ہو چکی تھی اور کیا آپ کے بعد وہ امن ہو گیا تہا کہ اکٹھے بہیڑ اور بکری چرے تھے۔ اور کیا واقعہ کربلا اور شہادت اور سلطنت بنو امیہ وغیرہ تمہارے نزدیک غلط ہین۔ اور کیا اس شبیل عیسیٰ یعنے حضرت علی اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہما کی قبرین تمہارے نزدیک روضہ منورہ مطہرہ نبوی مین ہین۔ اگر تمہین یہان ذرہ بہی حرکت مذبوحی باقی ہے تو صفحہ ۴۰ مین جو تم نے خود لکھا ہے۔ پہر اس کو غور سے پڑھو اور وہ عبارت یہہ ہے (اور اس نبی کے خصوصیات اس عالم امت مین علی سبیل الظل ظاہر ہونے لگتی ہے الخ) اب تم اگر حضرت مولا مرتضیٰ و حضرت بایزید کو ایک عالم سمجھتے ہو اور ابوذر کو مشابہ حضرت مسیح

سلہ تو آ اترا انپر وہ عذاب جسکی وہ ہنسی اڑاتے تھے ۱۲

تم نے خود بھی مانا ہے تو صفات مختصہ کو (جن کا ذکر از صفحہ ۳۲ تا ۳۹ کیا ہے اور پھر اُس مین بصفحہ ۳۹ یہ عبارت لکھی ہے کہ ماسوا، ان چار اوصاف مخصوصہ کے بہت سے اوصاف حدیث رسول اللہ سے ثابت ہین) حضرات موصوفین مین کیون تقابل کر کے آپ نے ثابت نہین کیا۔ پھر حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے قول مین صفحہ ۴۲ مین درانی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر و حضرت ابراہیم و موسٰی کے مناسب اور ذی النورین حضرت عثمان حضرت نوح کے مناسب اور حضرت امیر دونون طرف سے حضرت مسیح کے موافق پھر تم حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو کمالات نبوۃ مین ایسا مانتے ہو کہ کوئی کمال نبوت بھی ایسا نہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن مین شیخین نے اس سے حظ وافر حاصل نہ کیا ہو پس جب تم یہانتک تماثل کو وسعت دیتے ہو پھر تمہارے نزدیک کسی کا مثیل موسٰی و عیسٰی و ابراہیم بنجانا کن مشکلات مین ڈال سکتا ہے حالانکہ تمہارے نزدیک تو فقہ کی کتابون کو زمین پر دے مارنے سے ہر شخص موسٰی بن سکتا ہے۔ صفحہ ۴۳ مین وعید کے تخلف پہ ہم تمہین صرف ایک آیتہ سناتے ہین وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا[51] یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ (پ ۲۴، ۸ ت ۱) اس آیت سے صاف واضح ہے کہ بعض وعید پورے ہونگے نہ کل۔ اور خود شیخ ابن عربی تخلف وعید کے قائل ہین جس کا لحاظ تمکو ضرور تھا۔ حضرت یونس کے قصہ مین بصفحہ ۴۵ تم تسلیم کرتے ہو کہ اللہ تعالی نے ان کو خصوصیت سے قوم کی طرف نہین بھیجا تھا یونس نے پوچھا کہ کیا خدا نے میرے جانیکا حکم کیا ہے جبرئیل بولا نہین۔ الخ۔

[51] اور اگر سچا ہے تو تم پر آپڑے گا بعض اس مین سے جس کا یہ وعدہ کرتا ہے ۱۲

درانی صاحب اللہ تعالی کی پاک کتاب تمہارے اس تسلیم و استدلال کے منہ پر ایسا طمانچہ لگاتی ہے کہ پھر منہ کو سیدھا بھی نہ کر سکو دیکھو اللہ تعالی فرماتا ہے وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ[51] (پ ۲۳، ۹ ت ۸) اور وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ[52] (پ ۲۳، ۹ ت ۵) اس سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت یونس کو آپ ہی بھیجا تھا اور وہ مرسلین مین سے تھے۔ مقدمہ ششم مین صفحہ ۴۸ سے لیکر صفحہ ۷۳ تک جو کچھ تم نے اوصاف نبی کریم مین بیان کیا ہے تمہین خبر نہین کہ ہر ایک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والا آپ کے محامد جمیلہ اور آپ کے بشارات اور انذارات سے کب منکر ہو سکتا ہے۔ ہماری آنکھین روشن اور ہمارے دل خوش ہین حضرت اقدس مرزا صاحب کو دیکھو وہ ان باتون مین کیسے اول المسلمین ہین ہم اُن کے صدہا اشعار عربی فارسی اردو سے کچھ تمہین سناتے ہین۔ جو تمہارے قصوری پیر کے اشعار سے اللہ کے فضل سے ہزارون درجہ بڑھ چڑھکر ہین۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۰

القصیدۃ

یا عین فیض اللہ والعرفان	یسعی الیک الخلق کالظمآن
یا بحر فضل المنعم المنان	تھوی الیک الزمر بالکیزان

[51] اور ہم نے بھیجا اس کو ایک لاکھ یا زیادہ آدمیون کی طرف ۱۲

[52] اور بیشک یونس پیغمبرون مین سے تھا ۱۲

يا شمس ملك الحسن والاحسان … نورت وجه البر والعمران
قوم رؤك وامته قد اخبرت … من ذلك البدر الذى اصبان
يبكون من ذكر الجمال صبابة … وتاء لما من لوعة الهجران
وادى القلوب الذى الخناجر كربة … وادى الحروب تسيلها العينان
يا من عذا فى نوره وضيائه … كالنيرين ونور الملوان
يا بدرنا يا آية الرحمن … اهدى الهداة واشجع الشجعان
انى ادى فى وجهك المتهلل … شانًا يفوق شمائل الانسان
وقد اقتفاك الوالنهى بصدقهم … ودعوا تذكر معهد الاوطان
قد اثروك وفارقوا احبابهم … وتباعدوا من حلقة الاخوان
قد ودعوا اهوائهم ونفوسهم … وتبرؤا من كل نشب فان
ظهرت عليهم بنيات رسولهم … فتمزق الاهواء كالاوثان
فى وقت ترويق الليالى نوروا … والله نجاهم من الطوفان
قد هاضهم ظلم الاناس وضيمهم … فتتبوا البغاية المنان
نهب الليام تشلو بهم وعقارهم … فتهللوا بجواهر الفرقان
كسو بيوت نفوسهم وتبادروا … تمتع الايقان والايمان
قاموا باقدام الرسول لغزوهم … كالعاشق المشغوف فى الميدان
ندم الرجال لصدقهم فى حبهم … تحت السيوف اذيق كالقربان
جاءوك منهو بين كالعريان … فسترتهم بملاحف الايمان
صادفتهم قومًا كروث ذلة … فجعلتهم كسبيكة العقيان
حتى انثنى بهم كمثل حديقة … عذاب الموارد شمر الاغصان
عادت بلاد العرب نحو نضارة … بعد الوجى والمحل والخسران

كان الحجان ممائل الغزلان … فجعلتهم فانين فى الرحمان
شيئان كان القوم عميا فيهما … حسو العقار وكثرة النسوان
اما النساء فحرمت انكاحها … زوجا له التحريم فى القران
وجعلت دسكرة المدام مخربا … واذلت حانتها من البلدان
كم شارب بالرشف دنًا طافحا … فجعلته فى الدين كالنشوان
كم محدث مستنطق العيدان … قد صار منك محدث الرحمان
كم مستهام للوشوف تعشقا … فجذبته جذبا الى الفرقان
احييت اموات القرون بجلوة … ماذا بها تلك بهذا الشان
تركوا الغبوق وبدلوا من ذوقه … ذوق الدعاء بليلة الاحزان
كانوا ابرنات المثانى قبلها … قد احصروا فى شحها كالعانى
قد كان مرتعهم اغانى دائمًا … طورا لغيد تارة بدنان
ما كان نكو غير فكر غوانى … اوشرب راح او خيال جنان
كانوا كمشغوف الفساد بجهلهم … راضين بالاوساخ والادران
عميان كان شعارهم من جهلهم … حمق الحمار ودو ثبة السرحان
فطلعت يا شمس الهدى نحيالهم … تضيئهم من وجهك النورانى
ارسلت من رب كريم محسن … فى الفتنة الصماء والطغيان
يا للفتى ما حسنه وجماله … ديباه يصبى القلب كالريحان
وجه المهيمن ظاهر فى وجهه … وشئونه لمعت بهذا الشان
فلذا يحب ويستحق جماله … شغفًا به من زمرة الاخدان
سمح كريم باذل خل التقى … خرق وفاق طوائف الفتيان
فاق الورى بكماله وجماله … وجلاله وجنانه الريان

لاشك ان محمدًا خير الورى
تمت عليه صفات كل مزية
والله ان محمدًا كرد افة
هو فخر كل مطهر ومقدس
هو خير كل مقرب متقدم
والطل قد يبدو امام الوابل
بطل وحيد لا تطيش سهامه
هو جنة انى ارى اثما ره
الفيته بحر الحقائق والهدى
قد مات عيسى مطرقا ونبينا
والله انى قد رايت جماله
ها ان تظنيت ابن مريم عائشًا
افانت لاقيت المسيح بيقظة
انظر الى القران كيف يبين
فاعلم بان العيش ليس بثابت
ونبينا حيٌّ وانى شاهد
ورايت فى ريعان عمرى وجهه
انى لقد احييت من احيائه
يا رب صل على نبيك دائما
يا سيدى قد جئت بابك لاهفا
يفرى سهامك قلب كل محارب

ربق الكرام ونخبة الاعيان
ختمت به نعماء كل زمان
وبه الوصول بسدة السلطان
وبه يباهى العسكر الروحانى
والفضل بالخيرات لا بزمان
فالطل طل ليس كالتهتان
ذو مصمات موابق الشيطان
وقطوفه قد ذللت لجنانى
ودرايته كالدر فى اللمعان
حىٌّ وربى انه وافانى
بعيون جسمى قاعدا بمكانى
فعليك اثباتًا من البرهان
اوجاءك الانباء من يقظان
افانت تعرض عن هدى الرحمان
بل مات عيسى مثل عبد فان
وقد اقتطفت قطائف اللقيان
ثم النبى بيقظتى لاقانى
واهًا لاعجاز فما احيانى
فى هذه الدنيا وبعث ثان
والقوم بالاكفار قد اذانى
ويشج عزمك هامة الثعبان

لله درك يا امام العالم
انظر الى برحمة وتحنن
ياحب انك قد دخلت محبة
من ذكر وجهك ياحديقة بهجتى
جسمى يطير اليك من شوق علا

انت السبوق وسيد الشجعان
يا سيدى انا احقر الغلمان
فى مهجتى ومدارکی وجنان
لم اخل فى لحظ ولا فى آن
يا ليت كانت قوة الطيران

در نعت و مدح حضرت سیدنا و سید الثقلین محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فارسی

از آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳

چون زمن آید ثنائے سرور عالی تبار — عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار
آن مقام قرب کو دارد بدلدار قدیم — کس نداند شان آن از واصلان کردگار
آن عنایت ہا کہ محبوب ازل دارد بدو — کس بخوابی ہم ندیدہ مثل آن اندر دیار
سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقان — آنکہ روحش کرد طے ہر منزل وصل نگار
آن مبارک پی کہ آمد ذات با آیات او — رحمتی زان ذات عالم پرور و پروردگار
آنکہ دارد قرب خاص اندر جناب پاک حق — آنکہ شان او نفہمد کس ز خاصان و کبار
احمد آخر زمان کو اولین را جای فخر — آخرین را مقتدا و ملجا و کہف و حصار
ہست درگاہ بزرگش کشتی عالم پناہ — کس نگردد روز محشر جز بناہش رستگار
از ہمہ چیزی فزون تر در ہمہ نوع کمال — آسمانہا پیش اوج ہمت او ذرہ وار
مظہر نورے کہ پنہان بود از عہد ازل — مطلع شمسے کہ بود از ابتدا در استتار
صدر بزم آسمان و حجۃ اللہ بر زمین — ذات خالق را نشانی بس بزرگ استوار
ہر رگ و تار وجودش خانۂ یار ازل — ہر دم و ہر ذرہ اش پر از جمال دوستدار

حسن روی او به از صد آفتاب و ماهتاب — خاک کوی او به از صد نافهٔ مشک تتار
هست او از عقل و فکر و وهم مردم دورتر — کی مجال فکر تا آن بحر ناپیدا کنار
روح او در گفتن قول بلی اول کسی — آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار

اشاره بسوی الست بربکم قالوا بلی — یعنی پیدا کننده توحید بعد از گم شدن آن

جان خود داد ن پی خلق خدا در فطرتش — جان نثار خسته جانان بیدلان را غمگسار
اندران وقتی که دنیا پر ز شرک و کفر بود — هیچکس را خون نشد دل جز دل آن شهریار
هیچکس از خبث شرک و رجس بت آگه نشد — این خبر شد جان احمد را که بود از عشق زار
کس چه میداند که راز ان ناله ها باشد خبر — کان شفیعی کرد از بهر جهان در کنج غار
من نمیدانم چه دردی بود و اندوه و غمی — کاندران غار در او دردش حزین و دلفگار
نی ز تاریکی توحش نی ز تنهائی هراس — نی ز مردن غم نه خوف گزندی نی بیم مار
گشته قوم و فدای خلق و قربان جهان — نی بجسم خویش میلش نی بنفس خویش کار
نعره ها پر درد میزد از پی خلق خدا — شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نهار
سمت شوری بر فلک افتاد زان مجذوب ما — قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش — شد نگاه لطف حق بر عالم تاریک و تار
در جهان از معصیتها بود طوفان عظیم — بود خلق از شرک و عصیان کور و کر در هر دیار
همچو وقت نوح دنیا بود پر از هر فساد — هیچ دل خالی نبود از ظلمت و گرد و غبار
مر شیاطین را تسلط بود بر هر نوع نفس — پس تجلی کرد بر روح محمد کردگار
منت او بر همه سرخ و سیاهی ثابت است — آنکه بهر نوع انسان کرد جان خود نثار
یا نبی الله توئی خورشید سماهای هدی — بی تو تار در رو براهی عارف پرهیزگار
یا نبی الله لب تو چشمه جان پرور است — یا نبی الله توئی در راه حق آموزگار

آن یکی جوید حدیث پاک تو از زید و عمرو — و آن دگر خود از دهانت بشنود بی انتظار
زنده آن شخصی که نوشد جرعه از چشمه است — زیرک آمد دیکه کرد است اتباعت اختیار
عارفان را انتهای معرفت علم رخت — صادقان را انتهای صدق بر عشقت قرار
بی تو هرگز دولت عرفان نمییابد کسی — گرچه میرد در ریاضت های جهد بیشمار
تکیه بر اعمال خود بی عشق رویت ابلهی است — غافل از رویت نه بیند روی نیکی زینهار
در دمی حاصل شود نوری ز عشق روی تو — کان نباشد سالکان را حاصل اندر روزگار
از عجائبهای عالم هرچه محبوب و خوش است — شان آن هر چیز بینم در وجودت آشکار
خوشتر از دوران عشق تو نباشد هیچ دور — خوبتر از وصف و مدح تو نباشد هیچ کار
منکه ره بردم بخوبی های بی پایان تو — جان گدازم بهر تو گر دیگری خدمت گذار
هر کسی اندر نماز خود دعائی می کند — من دعاهای بر و بار تو ای باغ بهار
یا نبی الله فدای هر سر موی توام — وقف راه تو کنم گر جان دهندم صد هزار
اتباع و عشق رویت از ره تحقیق چیست — کیمیائی هر دلی اکسیر هر جان فگار
دل اگر خون نیست از هجرت چه چیزست اندرو — در نثار تو نگردد جان کجا آید بکار
دل نمی ترسد بمهر تو مرا از موت هم — پایداری ها ببین خوش میروم تا پای دار
راغب اندر رحمتت یا رحمة الله آمدیم — ایکه چون ما بر در تو صد هزار امیدوار
یا نبی الله نثار روی محبوب توام — وقف راهت کرده ام این سر که بر دوشم بار
تا بمن نور رسول پاک را بنموده اند — عشق او در دل همی جوشد چو آب از آبشار
آتش عشق از دم من همچو برقی می جهد — یکطرف ای همدمان خام از گرد و جوار
بر سر وجد است دل تا دید روی او بخواب — ای بران روی سر من جان و هر بردیم نثار
صد هزاران یوسفی بینم درین چاه ذقن — و آن مسیح ناصری شد از دم او بی شمار

تاجدار ہفت کشور آفتاب شرق و غرب
بادشاہِ ملک و ملت ملجاء ہر خاکسار

کامران آندل کہ زد در راہ او از صدق گام
نیکبخت آن سر کہ میدارد سرِ آن شہریار

یا نبی اللہ جہان تاریک شد از شرک و کفر
وقت آن آمد کہ بنمائی رخ خورشید وار

بینم انوار خدا در روی تو اے دلبرم
ہست عشق روی تو بینم دل ہر ہوشیار

اہل دل مہند قدرت عارفان دانند حال
از دو چشم شپران پنہان ملکِ نصف النہار

ہر کسی دارد سرے با دلبرے اندر جہان
من فدائے روی تو اے دستان گلعذار

از ہمہ عالم دل اندر روی خوبت بستہ ام
بر وجود خویشتن کردم وجودت اختیار

زندگانی چیست جان کردن براہ تو فدا
رستگاری چیست در بند تو بودن صید وار

تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم
تا دلم دوران خون دارد بجو دارد مدار

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار
عشق تو دارم از ان روزی کہ بودم شیرخوار

ہر قدم کاندر جناب حضرت بیچون زدم
پیشہ عشق تو در رو بودم لیکن [illegible]
در بہر ست پنہان معین و حامی و نصرت شعار

در دو عالم نسبتی دارم بتو از بس بزرگ
پرورش داری مرا خود ہمچو طفلے در کنار

یاد کن وقتیکہ در کشفم نمودی شکل خویش
یاد کن ہم وقت دیگر کامدی مشتاق وار

یاد کن آن لطف و رحمتہا کہ با من داشتی
و آن بشارتہا کہ میدادی مرا از کردگار

یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا
آن جمالے آن رخے آن صورتے رشک بہار

آنچہ مارا از دو شیخ شوخ آزارے رسید
یا رسول اللہ بپرس از عالم ذو الاقتدار

حال ما و شوخیٔ این ہر دو شیخ بد زبان
جملہ میداند خدای حال دان و بردبار

نام من دجال و ضال و کافری بنہادہ اند
نیست اندر زعم شان چون من پلید و [illegible]

ہیچکس یار من مظلوم و غمگین دل سوخت
معجزہ تو کاندر خواب بہا رحمت نمودی بار بار

ہان خداوندے کریم و دلبر و محبوب من
دادہ دو ہر دم [illegible] میدہد تسکین مرا چون غمگسار

ہمسر کردیم از عنایاتش برین صد ضرب گرفت
سر [illegible] تا [illegible] گرد و غبار

ایکہ تکفیر مسلمانان کنی از بخل و کین
شرم ست [illegible] از خدا [illegible] عادل [illegible] اخفیا

سہل باشد از زبان خویش تکفیر کسی
مشکل افتد آن زمان چون پرسد از وی کردگار

کلمہ گویان را چرا کافر نمی نامی اے اخی
گر تو داری خوف حق رو بیخ کفر خود برار

بے گشتی خلق پیران را نمیدانی ہنوز
ایزدت بخشد چو پیران صدق و نور و اصطبار

گر کنی تکفیر قوم خود چہ کارے کردہ
رو اگر مردی جہودی را باسلام اندر آر

چون نسیم صبح محشر پردہ بردارد ز کار
کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار

گر خردمندی بر د کن فکر نفس خود نخست
لاف ایمان خود چہ چیزے نور ایمان را بیار

چند بر تکفیر نازی چند استہزا کنی
رو بایمان خود و مارا بکفر ما گذار

نی ز فردوسم حکایت کن نہ از آلامِ نار
کز غم دین محمد میشوم شوریدہ دار

اندر آن وقتیکہ یاد آید مہم دین مرا
بس فراموشم شود ہر عیش و رنج ہر دو دار

اشعارِ اردو

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہمنے
کوئی دین۔ دین محمد سا نہ پایا ہمنے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلاوے
یہہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہمنے

ہمنے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہمنے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہمنے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہمنے

آزمایش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہمنے

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہمنے

جل رہے ہیں یہہ سبھی بغضوں اور کینوں میں
باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہمنے

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہمنے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہمنے

ریاض الجنۃ وحضرۃ من حضرۃ النیران ۔ اور صفحہ ۲۶ مین درانی صاحب کا حج کا تذکرہ بھی فقہ حنفی
سے بیخبری کا نتیجہ ہے کیونکہ علی الفور حج کرنا امام ابوحنیفہ کا فتوی نہین ہے ۔ اور
صفحہ ۶۷ و ۶۸ مین حضرت مجدد الف ثانی کی بشارت یقال لہ صلۃ مین ہم
آپ سے اتنا پوچھتے ہین کہ صلۃ انکا نام کس وقت پکارا جاتا تھا اور اب کیا بھی
پکارا جاتا ہے تاکہ یقال لہ صلۃ کا ثبوت ملے اور کیا وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود
مین صلح ہوگئی ہے درانی صاحب ہم تمہین دور جانے کی تکلیف نہین دیتے
ہمارے اس شہر حیدر آباد مین عمائد چشتیہ وغیرہ اور ان کے سجادہ نشین
بہت سارے موجود ہین ذرہ اون سے استفسار تو کرو کیا وہ لوگ اپنے مشائخ کے
اقوال سے دست بردار ہوکر حضرت مجدد کے قول پر کاربند ہوکر وحدۃ الوجود
کے منکر ہوگئے ہین اور کیا جن بعض لوگون نے تمہین روپیہ کی مدد دیکر اس
نامہ اعمال کو تمہارے چھپوایا ہے اور جو ابھی تک بعض شیوخ سے فصوص پڑہتے
بھی ہین ان ہی سے اسکا تصفیہ کرلو اور صفحہ ۸۳ مین حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم کا روح کے بیان مین سکوت تم نے تجویز کیا ہے مگر افسوس ہے کہ
حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی حکمت کے خلاف پھر روح کے حقایق اور اوس کے
تطورات کو صفحہ ۹۴ تک تم نے بیان کیا ہے تو کیا تم کو کوئی خصوصیت ہے اس
بیان کی اجازت ملی ہے اور حضرت نبی کریم صلوۃ اللہ والتسلیم کو اجازت
نہین ملی تہی اور روح کے کیڑا کہنے پر جو تمہین غیظ و غضب آیا ہے اور جس کے
لئے تمہین چورانوے صفحہ تک کتاب کو اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کرنا پڑا اس کے
جواب مین تمہاری ہی کتاب کے صفحہ ۶۹ کی یہ عبارت حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کی ہی
پیش کرنا کافی سمجھی جاتی ہے ۔ وہ یہہ ہے ممکن را بعین واجب گفتن و صفات
افعال او را عین صفات و افعال او تعالی ساختن سوء ادب است و الحاد است و نیز

وصفات او تعالی کناس خسیس کہ بہ نقص و خبث ذاتی متہم است چہ مجال کہ خود را
عین سلطان عظیم الشان کہ منشا خیرات و کمالات است تصور نماید ۔ و صفات و افعال
ذمیمہ خود را عین صفات و افعال جمیلہ او توہم کند و ہمچنین ممکن را وجود ثابت کردن و خیر
و کمال راجع بہ او داشتن فی الحقیقت شریک کردن است او را در ملک و ملک حق جل
سلطانہ و این معنی موجب تشریک ممکن است بواجب تعالی در کمالات و فضائل کہ
از وجود ناشی گشتہ اند تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا ۔ الخ
اس عبارت سے ثابت ہے کہ درانی صاحب کی یہہ نحولہ عبارت کہ جو ساری مخلوق کو کناس
خسیس اور نقص و خبیث ذاتی سے متہم اعتقاد کرنا اور روح کو کیڑے سے تشبیہ
دینے مین مضائقہ کرنا ایسے ہی عقلمندون کا کام ہے جو منہ سے بہاگ کر پرنالہ کے
نیچے پناہ لیا کرتے ہین ۔ درانی صاحب نے صفحہ ۱۱۸ مین بہ عنوان (عیسی نبی اللہ فوت
ہو چکے) پہلے تو معراج کی بحث چہڑی ہے جس سے ہمکو انکار نہین ہے اور پہر کسی
خاص بندہ کا آسمان پر اٹھایا جانا محال نہین اور نہ مطلق متعدد معراجونکا ہمین
انکار ہے محل بحث تو وہ روایتین ہین جنمین معراج کے ساتھہ فرضیت صلوۃ کا
بھی ذکر ہے ۔ لیکن درانی صاحب نے صفحہ ۱۱۸ سے لیکر صفحہ ۱۴۸ تک کوئی اس
اختلاف کی وجہ نہین بتلائی ۔ الا صفحہ ۱۴۸ مین یہہ فقرہ لکھا ہے کہ ایسے اختلافات
لفظی سے کوئی ڈر نہین جب کہ معنی مقصود محفوظ ہین اور کہتے ہین کہ ہان تقدیم
و تاخیر کر لیتے ہین ۔ اور پہر احادیث کے الفاظ کی بے اعتمادی صفحہ ۱۴۹ مین بتائی
ہے اور صفحہ ۱۵۰ مین تو حد ہی کردی ہے ۔ کہ انبیا کی روحون کو بصورت
اجساد صرف متمثل مانا ہے مگر افسوس تو یہہ ہے کہ درانی صاحب سے کوئی
یہہ نہین پوچہتا کہ تم نے جب روحون کو بصورت اجساد متمثل مانلیا پہر تو جہگڑا
ہی تمام ہوگیا ۔ کیونکہ وہ تو سب صورتین مثالیہ ہین ۔ حقیقت مین کوئی جسم

عنصری نہ تہا بس دیکھو صفحہ ۱۵۰ تک کہین بھی عروج بجسد عنصری ثابت نہین
کیا اور نہ ثابت کر سکے۔ صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۱ مین لفظ توفی کے معنے مین حضرت
اقدس مرزا صاحب کے کچہہ اقوال قطع و برید کر کے نقل کئے ہین یحسبون انہم[1]
یحسنون صنعا (پ ۱۶ - ر ۳ - ت ۳) اور صفحہ ۱۵۲ مین درانی صاحب
لغت قرآن کے لئے چہہ قبائل کی لغت کو معتبر مانا ہے۔ اور اخیر مین ساتون
قریش کو معتمد علیہ قرار دیا ہے اب ہر ایک مسلمان غور کر ... الا سمجھہ سکتا ہے
کہ قریش کو پیچھے ڈالنے اور قیس کو مقدم کرنے کا درانی صاحب نے صرف متن
کے مولف پر جو ایک شیعہ آدمی ہے مدار رکھا ہے اور پہر صفحہ ۱۵۳ مین یہہ کہا
ہے کہ متاخرین شعرا سے استدلال نہ کیا جائے۔ پہر صفحہ ۱۵۴ مین صرف و نحو
کی ضرورت پر بیوجہ بحث کی ہے۔ پہر آخر مین جب توفی کے معنی بیان کئے ہین تو دیری
اور عبری اور ابو نواس کے شعرون سے صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶ مین استدلال کیا
ہے۔ اور کہین نہین بتایا کہ مین نے جو لغت بیان کی ہین اُن مین ان چہون
قبائل اور آخر مین قریش کے قبائل سے اپنے استدلال کو کہان ثابت کیا
ہے اور کس لفظ مین مدنظر رکھا ہے۔ ناظرین درانی صاحب سے پوچہین کہ ابو نواس
کس زمانہ کا شاعر ہے اور وہ متاخرین شعرا سے ہے یا ایام جاہلیت کا شاعر ہے
اور لطف یہہ ہے کہ صفحہ ۱۵۰ مین حضرت مرزا صاحب کے ترجمہ سے استدلال
کیا ہے کہ توفی کے معنی موت نہین حالانکہ کسی عقل مند کے خیال مین تہوڑی
دیر کے لئے بھی آ نہین سکتا کہ حضرت مرزا صاحب کے تمام تحریرات حرف
بحرف الہامی ہین وہ تو ہمیشہ الہامی عبارتون کو علیحدہ کر دیتے ہین۔ خود براہین

۱؎ اور وہ سمجھتے ہین کہ اچہے کام کر رہے ہین ۱۲

احمدیہ مین الہامی عبارتون کو علیحدہ کیا گیا ہے پس یہہ کیسی دہوکہ دہی کی بات ہے کہ درانی صاحب
نے مشہدلی عبارتون کو الہامی بتائے ہین۔ جس کے نہ حضرت اقدس مرزا صاحب
مدعی ہین اور نہ ان کی جماعت۔ توفی کے لفظ پر جو باب تفعل مین واقع ہے۔
اس مین توفیت عدد القوم مین اول تو یہہ تذکرہ نہین آیا کہ یہہ محاورہ
اُن چہہ قبیلون کا ہے جن کے لئے درانی صاحب نے پاؤن کے ناخنون سے سر کے
بالون تک زور لگا کر حد بندی کی ہے پہر جس شخص نے یہہ معنی کئے ہین اس کا
سلسلہ روایتہ لفظاً محفوظ رکھا گیا ہے یا نہین۔ کیونکہ درانی صاحب نے باللفظ
سلسلہ کو ضروری سمجہا ہے دیکھو صفحہ ۱۵۴ مین غیر عرب کی حدیث مرویہ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف معناً منسوب ہین وہ لغت قرآن کی کبہی مفسر نہین ہو سکتی
اور نیز صفحہ ۱۶۰ مین درانی صاحب نے یہہ بتلایا ہے کہ قادیانی صاحب کو لازم ہے
کہ ارت کے علما کے قول سے ثابت کرین جن احادیث مین لفظ توفی مستعمل ہوا ہے
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان مبارک سے نکلا ہوا لفظ ہے اور یہہ کہ ان
راویون نے جو عرب نہ تہے بلکہ عجمی جیسے امام بخاری۔ و مسلم۔ و ترمذی۔ و
ابو داؤد۔ و نسائی و ابن ماجہ۔ دار قطنی۔ حاکم بیہقی انہون نے اپنے احادیث مین
ان الفاظ کو بالمعنی روایت نہین کیا۔ انتہی۔
اب ہم تمام فرق اسلامیہ کی خدمت مین یہہ بات پیش کرتے ہین کہ اگر تفسیر قرآن مین
حسب بیان درانی صاحب کے کسی حدیث کا بھی اعتبار نہین۔ اور ان تمام ائمہ حدیث
کو جن کے نام مولف نے صفحہ ۱۶۰ مین ذکر کئے ہین۔ اس لئے بے اعتبار مانا جاوے
کہ وہ عجمی تھے۔ اور اب اس کے نتیجہ مین ہم صرف و نحو کو بھی بے اعتبار سمجھہ لین
کیونکہ سیبویہ عجمی تہا۔ اور اس نے قواعد صرف و نحو کو زیادہ تر مرتب کیا اور اس نے
اپنی الکتاب مین جو قواعد لکھی ہین اُن مین مصنف کی اُس حد بندی کی جس مین

صرف سات قبائل کا ذکر ہے سیبویہ نے کوئی تمیز نہین دکھلائے سب اعتبار کر دین
اور اُس کے ساتھہ ہی درانی صاحب کو کہین کہ فقہہ حنفیہ کا مدار حضرت امام ابوحنیفہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اور وہ عجمی ہین اور جن احادیث کو انہون نے ماخذ فقہ
قرار دیا ہے کیا اُس مین روایت باللفظ ہی کو لیا ہے نہ بالمعنی کو - اور پہر حضرت
امام ابوحنیفہ علیہ الف الف تحیۃ و السلام اور ان کے ارشد تلامذہ نے ان الفاظ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ہمارے فقہ حنفیہ کے اصل ماخذ تھے اور قرآن
فہمی کے لئے باللفظ کیون نہ محفوظ رکھکر ہم تک پہونچایا تو یہہ ایک ایسی زد ہے جس سے
تمام علوم دینیہ اور صرف و نحو کا نام و نشان بھی باقی نہین رہتا - اور خود درانی صاحب
کا مایۂ ناز بیضاوی و خازن و نسائی اور لسان العرب و تاج العروس ہے - کیا
یہہ لوگ عرب ہین اور بیان معانی مین ان چھہ یا سات قبایل کے تبع ہوکر ہم تک
اپنے سلسلہ روایت کو باللفظ پہونچاتے ہین - جب حدیث ہی جیسا کہ درانی صاحب
نے بصفحہ ۱۶۰ بیان کیا ہے قابل اعتماد نہین اور کسی مفسر نے قرآن کی تفسیر مین یہہ
التزام (یعنے ان چھہ قبیلون کی اتباع کا) نہین رکھا ہے - تو کیا درانی صاحب کے
نزدیک سارے اہل اسلام خواہ مفسر خواہ محدث خواہ فقہا سب کے سب غلط راہ
پر چلے ہین - اور کیا درانی صاحب نے توفی کے معنی کو اس ہی رنگ مین ثابت
کر لیا ہے - درانی صاحب نے مشہور لغت کی کتابون کے نام صفحہ ۱۶۰ کے آخر
مین لکھے ہین - تاج العروس - لسان العرب - محیط المحیط - مجمع البحار -
اب خدا سے ڈرو پہر روپیہ جو اس رسالہ سے تمنے حاصل کیا کس کام آئیگا - تاج العروس
ایک ہندوستانی بلگرامی عجمی کی تصنیف ہے اور لسان العرب ایک افریقہ کے
عادی کی - اور محیط المحیط ایک شامی عیسائی کی کتاب ہے اور مجمع البحار ایک ہندوستانی
گجراتی اصولی بہری کی - کیا ان چارون لغت مین کس لغت والے کو تم نے یہہ

دیکھا ہے کہ تمہاری قاعدہ کے مطابق ان لوگون نے قرآن مجید کی خدمت کی ہے یا کوئی
لفظ لکھا ہے - اے درانی صاحب حیا کرو خدا سے ڈرو - اور صفحہ ۱۶۰ مین درانی صاحب
کتاب بخاری کی نسبت یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ اصحاب روایت کیطرح صرف سلسلہ روایت
کو بیان کرتا ہے جس سے یقین ہوگیا ہے کہ درانی صاحب نے بخاری کو کبھی بھی
اٹھاکر نہین دیکھا - والا اس کے کتاب الایمان پر نگاہ کرو کہ کیا اس مین تحقیق
فقیہانہ مندرج ہے - یا کتاب الایمان کے پہلے باب مین سلسلہ روایت کا ذکر
ہے - بھلا ہم تمہین سے انصافاً پوچھتے ہین کہ بخاری نے ابن عباس سے متوفیک
کے معنی ممیتک کے سوا کچھہ اور بھی لکھے ہین - پہر درانی صاحب نے صفحہ ۱۶۶ مین
نزول عیسیٰ کو علامت قیامت ثابت کرنیکی کوشش کی ہے ہم اُس کے منکر ہی
کب ہین - جس کے جواب کی ضرورت ہو قیامت کی علامت ایسی چیز ہے -
جس کے بارے مین اللہ تعالیٰ قرآن کریم مین یہہ آیت عہد سعادۃ مہد رسول
صلی اللہ علیہ مین فرمایا ہے (فقد جاء اشراطها)[ف] صفحہ ۱۶۷ مین واو کی ترتیب
پر درانی صاحب نے جو بحث کی ہے وہ بے فائدہ ہے کیونکہ واو کو باترتیب
یا بے ترتیب کہنے کا ایک مسلمان انسان کو کیا اختیار ہے کہ بدون اجازت
سرکار الٰہی کے اپنے طور پر خدا کے مقدم کی ہوئی چیزون کو موخر کرے - اور موخر کو
مقدم - ہان اللہ تعالیٰ کو ہر طرح اختیار ہے - مثلاً ایمان باللہ کو مقدم اور
صلوٰۃ کو موخر کیا ہے تو کیا ہمین یہہ اختیار ہے کہ صلوٰۃ کو مقدم اور ایمان
باللہ کو موخر کر دین -
درانی صاحب کا صفحہ ۱۶۸ مین انجیل کے حوالہ سے مسیح کی دوبارہ آنے کو
ثابت کرنا عجیب ہے کیونکہ اس مین خود موجود ہے کہ عنقریب مین تمہاری طرف

[ف] تو اس کی نشانیان تو آ ہی چکین ۱۲-

آونگا۔ اور تم مجھے دیکھوگے کہ مین زندہ ہون جس سے صاف ثابت ہے کہ
صلیبی موت اور قتل سے بچکر اپنے حواریون سے ملے ہین۔ اور صفحہ
مین پھر عیسی کے دفن کا ذکر ہے۔ جس کا جواب ہم پہلے دے چکے ہین
عنصریکا ذکر جو آپنے صفحہ ۷۰ امین کیا ہے اس کے لئے مین آپ کو پھر
کا حوالہ تمہاری ہی کتاب کا یاد دلاتا ہون کیا وہ بعینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
کے الفاظ مبارک ہین الخ۔ صفحہ ۱۷۱ مین جو حاکم کی روایتہ حضرت مولی علی سے
اس مین تو لیلتہ اسری بعیسی کا لفظ ہے اور درانی صاحب نے اسری کے معنی
شرائط معانی لفظ تونی صفحہ ۱۶۰ کچھہ بھی نہین ثابت کیا ہے۔ اور آپنے صفحہ
مین جو عقیدہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الف الف سلام کا درج کیا ہے وہ ہماری
مدعا کا مخالف نہین ہے اس لئے کہ ہم کل مامورین کے نزول من السماء
کے بجسب سنت اللہ قائل ہین۔ اور علامہ زرقانی کے قول کا جو آپنے
صفحہ ۱۷۲ مین ترجمہ کیا ہے اس مین آپنے اپنے ترجمہ مین بدنیتی سے آسمان کا
لفظ بڑھا دیا ہے باقی سے ہمین لفظاً انکار نہین ہے بلکہ ہم تو نزول من السماء
کے بھی قائل ہین۔ پس آپنے تو بے فائدہ اتنی دردسری کی ہے۔ ہمین تو تمہارے
ان اقوال کی نقل کرنے مین تعجب ہوتا ہے کیونکہ تمہارے نزدیک اُن ساری
عجمی محدثون نے روایتہ بالمعنی کرکے اپنا وقت ضایع کیا ہے۔ اور وہ قابل
اعتبار نہین ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۶۰ اور صفحہ ۱۸۵ مین آپ کا یہہ کہنا بالکل صحیح
ہے کہ حضرت عیسٰی کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی تھی ہم تو یہی چاہتے ہین کہ آپ اپنی
قوم کو یہہ بات ضرور منوا دین زریت بن برثملا کا قصہ جو صفحہ ۱۸۷ مین آپنے
نقل کیا وہ بھی بڑی داد کے قابل ہے۔ غالباً آپ کو یہہ روایتہ کسی عجمی محدث

سے نہین پہونچی ہوگی اور بڑے باللفظ معلوم ہوتی ہے۔ بھلا یہہ تو بتاؤ کہ نبی
کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا جس نے بابرکت زمانہ پایا اور اُس نے حضور نبوی
کی سعادت حضوری کو حاصل نہ کیا اور پھر حضرت عمرؓ جیسے سابق المہاجرین کے فرستادہ
سپاہون کی آواز کا جواب نہ دیا۔ اورا اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ
الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوْا عَنْهُ۔ کی آیتہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی مہاجر و الانصار کی
اتباع کرتا ہے۔ وہی خدا کا پسندیدہ ہوتا ہے۔ مگر زریت بن برثملا نے
جیسے آپنے صفحہ ۱۹۰ مین لکھا ہے کہ چار ہزار مہاجر و انصار اور حضرت
سعد اور خود حضرت عمرؓ کی حکم اور ان کی چالیس دن تک کی اذانون کی آواز
پر کوئی جواب یا خطاب نہ دیا۔ کیا اس کو ذرہ خوف نہ آیا اور یہہ اس کی کتنی
بدبختی ہے یا تمہاری نیک بختی ہے۔ کہ تم نے ایسے موضوع قصہ کو بہولے پن
مان لیا۔ صفحہ ۱۹۱ مین زمخشری کی روایتہ لکھکر جو کچھہ آپنے اپنے فہم عربی کی
داد دی ہے اُس کی ہم بھی داد دیتے ہین اور پبلک عربی دان بھی آپ کی
خوب داد دیگی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر اور اُس کے
الفاظ کی رکاکت اور سخافت اور موضوعیت کا ثبوت آپنے خوب دیا ہے
اور اس پر یہہ دعوے کہ آپنے لائف و سیر و تواریخ پر نظر استغراق خوب
ڈالی ہے۔ پس ہان یہہ ایک طریقہ کسی حدیث کے موضوع بنانے کا اگر صحیح
مانا جاوے تو آپ ہی بتاؤ کہ کوئی حدیث قابل اعتماد رہسکتی ہے یہہ تمہارا مسلمہ
مسئلہ ہے دیکھو صفحہ ۱۶۰ (یہہ تو ہم بسط کے ساتھہ ثابت کر چکے ہین کہ بہت کم
اور معدودی چند احادیث ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک
سے نکلا ہوا لفظ ہے اور یہہ کہ ان راویون نے جو کہ عرب نہ تھے بلکہ عجمی تھے

امام بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی انہون نے اپنی احادیث مین ان الفاظ کو بالمعنی روایت نہین کیا)۔

صفحہ ۲۰۰ مین درانی صاحب نے یہہ دعوے کیا ہے کہ کوئی نبی جدید بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا نہ ہوگا۔ اور صفحہ ۲۰۵ مین صاف لکھدیا ہے کہ کوئی نبی تشریعی نہین آئیگا جو تحریم و تحلیل کی نسبت کوئی جدید شریعت بجز شریعت نبوی کے لائے لیکن صفحہ ۲۰۴ مین حضرت مرزا صاحب کے اس قول پر کہ باب نبوۃ من کل الوجوہ مسدود نہین ہوا کیونکر اعتراض کیا باقی صفحہ ۲۰۶ سے ۲۱۲ تک جو کچھہ تعریف مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھا ہے اس کا جواب یہی کافی ہے کہ وہ کون مسلمان ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدائح کو اپنے لئے روح ایمان و راحت نور جان نہ سمجھیگا۔ صفحہ ۲۱۳ کے طرف پشت چہارم سطر آخر مین درانی صاحب نے خلت کے معنے مین تلک کا مشار الیہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق مین حصر کیا ہے۔ حالانکہ یہان ایک دہوکہ دیا ہے کیونکہ سپارۂ اولی کے آخر رکوع مین جو انتہا سطر ہے تلک امۃ کا مشار الیہ وہ اسمار ہین جن کے آخر الاسباط کا لفظ بھی موجود ہے۔ درانی صاحب نے ناخدا ترسی سے اس تلک امۃ (پ ا ر آخرت ۱۱) کو چہوڑ کر پہلا تلک امۃ (پ ا ر آخرت ۵) جس مین کہ یہہ الاسباط کا لفظ نہین تہا اس لئے لیا کہ مذکورہ دہوکہ چل جائے غور کرنے کا مقام ہے کہ یہہ ہین اس ایمان دار کے اعتراض درانی صاحب صفحہ ۲۱۴ مین قد خلت من قبلہ الرسل (پ ۴ ر ۶ س ۱) سے وہ مراد لئے ہین جن پر قتل اور موت

سلہ گزر چکے محمد کے پہلے تمام رسول ۱۲

وارد ہوی اور پہر یہ لکہتے ہین کہ حضرت عیسی پر قتل وارد نہ ہوی اب کوی شریف طبع سلیم الفطرۃ درانی صاحب سے پوچہے کہ الرسل سے مراد وہ نبی ہین جن پر قتل اور موت وارد ہوی اور مسیح علیہ السلام کے متعلق کہتے ہین کہ اون پر قتل و صلیب وارد نہین ہوی۔ ای درانی صاحب تم نے صلیب کے عدم وقوع کو عدم موت کا وقوع کیونکر سمجھ لیا اور خلا کے معنی مین ہمیشہ زندہ رہنا جو تجویز کیا گیا ہے کیا وہ قبائل ستہ یا سبعہ کے زبانی کوئی ایسی روایۃ بالفاظہ بالمعنے تم تک پہنچی ہے دیکہو صفحہ ۱۶۰۔

درانی صاحب کا حیات مسیح کو سنت متواترہ سے ثابت کرنا اور بھی حیرت بخش ہے کیا تمہین یاد نہین رہا صفحہ ۱۶۰ مین جہان تک محدثین کے نام تمہین یاد ہین انکی روایت اثبات حیات مسیح مین کبہی بھی باللفظ پہنچی ہے اور وہ کون سے حسب قاعدہ اول صفحہ ۱۶۰ متواترہ حدیثین ہین جن سے حیات مسیح ثابت ہے اگر نہین تو تم نے اپنی شرط پیش کردہ کے موافق یا محدثین کے شرط پر کیون نہین نقل کین حالانکہ دعوی بڑے زور سے کردیا تہا۔ مگر نرا دعوی کا دعوی ہی باقی رکہا۔

درانی صاحب صفحہ ۲۱۹ مین تو آپ نے حد ہی کردی کیونکہ حضرت مسیح کے وفات کا اللہ تعالی نے ابہی ارادہ نہین کیا بہلا صاحب یہہ تو بتاؤ کہ حضرت مسیح کے ساتہہ اون کی ماں اور من فی الارض جمیعا کو بہی رکہا ہے یا نہین اور رد اد کا جہگڑا کرتے ہوئے تمہین یہہ بہی شرم نہین آئی کہ صاحب متن متین جو ایک ہندی سہارنپوری شیعہ ہے کیا وہ عرب کے قبائل ستہ سے تہا جو اسکے قواعد پر تم ایمان لائے ہو۔ درانی صاحب نے صفحہ ۲۳۶ و ۲۲۷ و ۲۳۰ مین امامت و خلافت مین تخصیص اس بات کی کی ہے جو امام و خلیفہ ہوا کرے وہ نبی کی قوم سے ہوا کرے۔ صفحہ ۲۳۰ مین یہہ بہی کہا ہے کہ جد اعلی مین شریک ہو تمہین اس جد اعلی کا معنے سمجہنے مین کسی قبائل ستہ کی نعت متواترہ باللفظ کی ضرورت تو ہے ہی نہین کیونکہ وہ تو فرقہ احمدیہ کے واسطے مخصوص

ہے ہم درانی صاحب سے پوچھتے ہین کہ جد اعلی مین کس شخص کے نام کی تحدید
کرتے ہو حضرت آدمؑ وحضرت نوحؑ ہین تو حضرت مرزا صاحب بہی علیحدہ نہین ہو سکتے اور
اگر کوئی قریشی ہین تو ہمین احمد درانی کے سلطنت او شاہنشاہی پر تعجب ہوگا کہ ان
کی اولاد ان کو ضرور غاصب تجویز کریگی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت کو
بہی تم تسلیم کرتے ہو یا نہین اور بطور تنزل کہتے ہین کہ مولوی غلام نبی صاحب بلوی
بہی اس امامت وخلافت کے ظل ہو سکینگے یا نہین ہم آپ کو اس مین ابن ماجہ کی
ایک حدیث سناتے ہین جو باب شدت الزمان کی ایک حدیث ذیل کے ضمن مین
ہے جس مین یسلب قریش ملکھا مذکور ہے۔

مگر درانی صاحب عجمیون کے مدعیونکو کیون مان رہے تہے کیونکہ ان کو تو روایت
باللفظ ہونا چاہیے جو عرب کے قبائل ستہ مذکورہ کی محک پر چڑہی ہوئی ہو۔
ہم تو غلام نبی صاحب کے حالات سے ہی خوب اچہی طرح واقف ہین وہ بہی عجمی تہے
مگر آپ سے پوچہتے ہین کہ حضرت مسیح ابن مریم کو آپ کس قوم کا بتلائینگے جبکہ وہ
آسمان سے بقول آپکے اترینگے۔ پہر استخلاف کے معنی بادشاہ کردینے کے مین جیسا
کہ صفحہ ۲۳ مین تم نے خود مان لیا ہے اب ہمین آپ بتائین کہ درانی بادشاہ کس
مکان وزمان کے لحاظ سے استخلاف کے نیچے آئے حضرت عیسیٰ وموسیٰ کے زمانہ
کا یقینی بیان لکہو۔

درانی صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو زمانہ حضرت موسی وعیسی کے
درمیان مین لکہا اور ثابت کیا ہے اس پر تم نے بڑے زور سے اعتراض فرمایا
جیسا کوئی عالم محقق اعتراضات کرتا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ ساری شیخی آپ کی
صرف ادعا ہی ادعا ہے نہ آپ کو ہندوؤنکی تاریخ سے واقفیت ہے اور عیسائیو
ں اور نہ یہودیونکی آپ نے ملا آدم ... مداخلت کی کیون

ہی جرات پیدا ہوگئی دیکہو انگریزی ترجمہ کتاب سیفر تولدوت یشو یعنے یسوع کی پیدائش
کا قصہ یہود کا لکہا ہوا زبان عبرانی مین مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۳ ۳۶۷۱ء مین ادم
نبی سے اوس بادشاہ کے وقت مریم کا تعلق یوسف نجار سے ہوا اور ان سے
یسوع پیدا ہوا یہودیون کی تسلیم شدہ تاریخ کے مطابق عیسوی سنہ کے شروع ہونے
کے وقت دنیا کی عمر سنہ ۳۷۶۱ سال لکہی ہے پس سنہ ۳۶۷۱ موجودہ سنہ کے شروع سے
(۹۰) سال قبل پڑتا ہے مورخ گبن بہی اپنی کتاب مین لکہا ہے کہ یہودیون کے نزدیک
یسوع کی پیدائش عیسائیون کے درمیان تسلیم شدہ تاریخ سے قریباً ایک سو سال
قبل واقع ہوئی تہی عیسائیون کے نزدیک حضرت مسیح حضرت موسی سے سنہ ۱۴۵۰
سال بعد ہوے۔ اور یہود کے نزدیک حضرت مسیح حضرت موسی سے سنہ ۱۳۵۰
سال بعد پیدا ہوے۔

پس اس سے ثابت ہوگیا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو کچہہ حضرت موسی اور
حضرت مسیح کے زمانہ کے متعلق لکہا ہے وہی صحیح اور قابل اعتبار ہے۔ درانی صاحب
کے صرف ہفوات ہین جو ناقابل توجہ ہین۔
اور درانی صاحب نے صفحہ ۲۴۳ مین ایک شخص قرمط یا ہمدان بن قرمط کا قصہ
لکہا ہے جو کچہہ کم حیرت بخش نہین ہے کیونکہ ابہی اسکے نام ہی مین آپ کو تذ
بذب ہے۔

درانی صاحب نے صفحہ ۲۴۷ مین جو کچہہ کہ فرمایا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
اور جناب مولی علی مرتضیٰؑ کے منسوبہ کشوف سب غلط گئے اس کے بعد ہمین آپ سے
اب کوئی شکایت باقی نہین رہتی اور اب شکایت کا موقع ہی کیا رہا۔ کہ امام ربانی
کا تخمینہ بہی جو ہزار برس کے بعد ہوگا بتاتے ہین۔ اصل مین آپ ہی کے مسلمات
سے وہ غلط ہوگیا جبکہ یہ آپکے پیرومرشد تہے اور حضرت علی اور امام جعفر کی تغلیط مین

تو ذرہ بھی آپنے ادب کو ملحوظ نہین رکہا مگر امام ربانی کے لئے یہہ تاویل گہڑ دی کہ
ہزار کے بعد کون سی صدی مین ہوگا حالانکہ اگر کوئی صدی کا خیال مجدد صاحب کو
نہ ہوتا تو صرف یہہ کہدینا کافی تہا کہ نزول ہوگا جیسا کہ عام کتب عقائد کا منشا ہے
صفحہ ۲۴۴ مین شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی آپ نے بڑی تعریف کی۔ جکے الفاظ یہہ
ہین کہ سب سے بڑہکر شیخ جلال الدین سیوطی نے غلطی کی ہے اور صفحہ ۲۵۶ مین رمضان
مین خسوف و کسوف کا ہونا اس پر جو دلیل اپنے صداقت کی حضرت مرزا صاحب نے فرمائی ہے
اور اس پر جو اعتراض آپ نے کیا ہے وہ تو صرف آپکے ہم مشربون کا غم غلط کرنے
اور کسی مجلس کے مفرح بنانے کے لئے تو ٹہیک ہے مگر ساتہہ ہی اوسکے تعجب
آتا ہے کہ ایک دشمن انسان کس طرح اپنی دشمنی کے باعث آیت اللہ سے محروم
ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ
فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ (پ ۹ ر ۷ ت ۵) درانی صاحب تمکو تو یہہ کافی تہا
کہ تم اپنی مسلک کے موافق کہدیتے کہ یہہ حدیث غلط ہے مگر واقعات حقہ اور ثابت
شدہ سے گریز کرکے اپنی جگ ہنسائی کی ہے۔ بہلا بتاؤ تو کہ اس حدیث مین
برخلاف عادت زمان یعنے سنۃ اللہ اور خلاف حساب منجمان کہین بیان ہوا ہے
اور رمضان کی پہلے ہی تاریخ مین اگر چاند گرہن لگا تو کیا تم اور تمہاری درانی
قوم آکر دیکہی گی حالانکہ حدیث مین قمر کا لفظ موجود ہے بلکہ قرآن کریم مین بھی
وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (پ ۲۹ ر ۱۷ ت ۹) مین جو اس پیش گوئی کا اصل ہے
وہی القمر مراد ہے) اور یہہ غلط فہمی کہ قمر اور شمس یون ہی اکہٹے ہوجاتے قرآن شریف

سے مین قریب باز رکہونگا اپنی آیتون کے سمجہنے سے انکو جو تکبر کرتے ہین زمین مین ناحق ۱۲
سے اور اکہٹا جمع کردئے جاوینگے سورج اور چاند ۱۲

کی اس نص کے خلاف ہے لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ (پ ۲۳ ر ۲ ت ۳) قمر کی
پہلی تاریخ جو سنۃ اللہ مین خسوف کے لحاظ سے تیرہوین ہے اور کسوف شمس کی پہلی
تاریخ چاند کی ستائیس ہے اور یہہ عام سنۃ اللہ ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (پ ۲۲
...ہے تم ہی انصاف کرو کبہی پہلی رات کے چاند کو قرآن و حدیث نے قمر کہا ہے
اور بتاؤ تو سہی کہ بہلا ہلال کس کو کہتے ہین۔ صفحہ دو سو اٹہاون ۲۵۸ سے دو سو ساٹہہ ۲۶۰ تک
درانی صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے عربیت پر اپنے بے انتہا قابلیت سے
مع اپنے اعوان و انصار کے جو اعتراض کئے ہین اونکی پردہ دری حسب ذیل ہے۔
صفحہ ۲۵۸ مین درانی صاحب کا اعتراض کہ جو القادیان جو علم ہے معروف باللام کیون
ہے۔ تو سنو پنجاب مین اس نام کے اور کئی گاؤن موجود ہین ایک ضلع لدھیانہ مین
ہے اور ایک خاص اسی علاقہ مین یعنے ضلع گورداسپور ہی مین ہے۔ پس یہہ علم
حیثیت علمیت سے خارج ہوکر اسماء کی صورت مین آگیا تہا اسوجہ سے ضروری
ہوا کہ اس پر عربی کے قواعد کے رو سے الف لام تعریفی داخل کرکے تعریف و
تخصیص کا فائدہ حاصل کیا جائے۔ اس لئے اس پر الف لام کا آنا حسب قواعد
عربی ضروری ہوا (۲) قادیان اصل وضع و اصطلاح مین قاضی تہا جو بگڑ کر قاضی ہوا
اور کثرت استعمال نے قادی اور قادیان بنا دیا۔ جو بلا اظہار نون استعمال ہونے
لگا چونکہ بارادہ الٰہی معنی الحکم (یعنے مسیح موعود کا وہ صفاتی نام جو احادیث نبویہ مین مذکور
ہے) مخفی اور معنوی تہا اس لئے اصلی نام قاضی کو القاضی سمجہنا چاہئے جو فی الاصل
ایک وصفی نام ہے جس پر تخصیص کے لئے الف لام تعریفی داخل ہونا ضروری ہے

سے نہ سورج ہی سے بن ہو سکتا ہے کہ وہ چاند کو آپکڑے ۱۲
سے اور تو ہرگز نہ پائیگا اللہ کے دستور مین تغیر و تبدل ۱۲

پھر اسی صفحہ مین لکھا ہے کہ لطم کا فعل حرف صلہ علی کیساتہہ استعمال کیا گیا ہے حالانکہ وہ علی کیساتہہ کبھی مستعمل نہ ہوا حدیث مین علی کیساتہہ مستعمل نہونا عدم جواز کی دین نہین جبتک کسی قاعدہ لسانی سے اسکا عدم جواز یا اہل زبان کے نزدیک علی کیساتہہ استعمال کرنیکی شناعت اور قباحت کسی سند صریح سے ثابت نہ کرے۔ کئے افعال ایسے ہین جو صلہ اور یا علی دونون طرح مستعمل ہین۔ پس ایک عامی کی نظر مین یہہ امر قابل اعتراض ٹہر سکتا ہی نہ خواص کے اور بعض افعال کو علی کے صلہ کے ساتہہ استعمال کرنے سے خصم کی نہایت تبکیت اور تذلیل بھی مراد ہوتی ہے پس یہہ خلاف فصاحت نہین اس دعوے کی تائید مین قرآن شریف کی یہہ آیت دیکھو شدد نا اسرہم و اشدد علیہم (ت ۲۹ - ر ۲۰) اطمس علی اموالہم و اشدد علی قلوبہم (ت ۱۲ - ر ۱۴ - ۵)

جواب اعتراض سوم

قواعد عروض کے لحاظ سے الفاظ مین تغیر کرنا ممنوع نہین ہے۔ آپ پہلے غور سے عروض کی کتابین دیکھین پھر اعتراض کرین۔ یہہ اعتراض آپکی شان نہین بلکہ کوئی ... اعتراض کرے تو مناسب ہوتا دیکھو مولوی جامی کا ایک مصرعہ آپ کے لئے پیش کرتے ہین وہ فرماتے ہین یا حبیبی وانت مولائی۔

جواب اعتراض نمبر چہارم

وعلیک یسقط جمر کل بلائی۔ مین جمر کو اگر ساکن اوسط نہ پڑہا جائے تو شعر موزون ہوتا ہے اور جو شعرا مسلمہ ہین ان مین کوئی معیوب نہین ہے آپ اسکو ساکن الاوسط نہ پڑہئے اور قواعد عروضیہ کو ملحوظ رکھ لین۔

جواب اعتراض نمبر پنجم

فارسی ترکیب مین صفت کا موصوف کے مطابق ہونا ضروری شرط نہین جیسا کہ سعدی شیرازی نظامی گنجوی مولوی رومی ان اسماء نسبتیہ کے ساتہہ آپ کے

قاعدہ کے موجب الف لام لگانا ضروری ہے لیکن آجتک کسی نے الرومی الگنجوی الشیرازی فارسی ترکیب مین نہین لکھا چنانچہ آپ نے بھی اپنے اسم مبارک کے ساتہہ مثل پیچ پر الدرانی نہین لکھا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد

جواب اعتراض نمبر ششم

نزا شیفتہ شدن و کشش کردن۔ نزی کی بر جستن نر بر ماده صراح و منتہی الارب نزی جہل علی العلماء۔ اس مین حضرت اقدس نے تشبیہی معنے مراد لئے ہین جس کا مطلب یہ ہے کہ علماء رجال پر جہل یون سوار ہو گیا ہے۔ جیسے نر بر مادہ۔ اس سے یہ مطلب تو نہین کہ جہل نے علماء کے ساتہہ وہ معاملہ کیا کہ جو نر مادہ سے کرتا ہے آپکی منقولہ عبارت مین جو حافر و ظلف و سباع کا لفظ ہے اس سے تو یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب یہہ لفظ اس قسم کے حیوانات مین مستعمل ہو تب اس کے معنے جستن نر بر مادہ ہونگے یہہ نہین کہ دوسرے محل پر اس لفظ کا استعمال کرنا ہی ناجائز ہے ورنہ استعارات اور مجازات اور تشبیہات کا باب ہی مسدود ہو جائیگا۔ علاوہ ازین یہہ باب نزا کے دوسرے معنون مین بہی مستعمل ہے جیسے نزی بہ قلبہ و نزا الطعام اب دیکھو اس کے یہہ معنے ہین کہ شیفتہ شد دل او بران و کشش کرد بسوے دل او و نزا الطعام اے غلا یعنے طعام بجوش آمد۔ اب ہم یون بھی معنے کر سکتے ہین کہ جہل علماء پر شیفتہ ہو گیا یا جہل نے علماء پر جوش مارا پس آپ کا یہ اعتراض آپ کی لغت عرب سے ناواقفیت کی دلیل اور آپکی جہالت کا ثبوت ہے۔

جواب اعتراض ہفتم

تعجب ہے کہ آپ پر اسقدر جہالت سوار ہے کہ اسم منسوب کے قواعد سے جو اس زمانہ مین مدارس کے چہوٹے چہوٹے بچے بھی واقف ہین اس سے بھی آپ محض نابلد ہین آپ کی جہالت ثابت کرنیکے لئے ایک ادنی کتاب سے جو مدارس کے بچون

کو بڑہائی جاتی ہے لکھتے ہیں تا آپ کی وسیع النظری دنیا پر ثابت ہو جائے دیکھو
جامع القواعد صفحہ ۸ قاعدہ پنجم آخر میں ہ یا ی ہو تو بہی واو زیادہ کرتے ہیں
مثلاً دہلی سے دہلوی نبی سے نبوی۔ علی سے علوی ثانی سے ثانوی معنی سے
معنوی سامنہ سے سامنوی غزنہ سے غزنوی بڑودہ سے بڑودوی زہرہ سے زہروی
بٹالہ چونکہ ہندی نام ہے اور قاعدہ کے رو سے ہا مختفی سے لکھنا غلط ہے۔ بلکہ
الف سے لکھنا چاہیے تو اس صورت میں بہی یہ واو سے بدل سکتا ہے جیسے
مصطفےٰ سے مصطفوی۔ بٹالا بٹالوی۔ یہ مصرعہ حضرت اقدس کا تحریف کے ثبوت
میں پیش کیا ہے یا شیخ ارض الخبث ارض بطالۃ۔ یہاں بطالۃ سے مراد بٹالہ نہیں
ہے بلکہ بطالت ہے جو اہل باطل کا خاصہ ہے جس میں سے آپ جیسے مبطلین
حصہ لیتے ہیں اور بٹالہ کو بطالہ لکہا تحریف نہیں ہے بلکہ تعریب ہے ہوش سے
بولا کرو۔ آپ نے یہ کلیہ جو لکہا ہے کہ کلام عرب میں وہ کلمہ جس کے آخر ہائے
مختفی ہو یائے نسبتی کے لاحق ہونے سے لفظا اس کی وہی ہا بلا کسی بدل کے
حذف ہو جاتی ہے جیسے مکہ سے مکی و بصرہ سے بصری و مدینہ سے مدنی یہ محض
غلط ہے کیونکہ آپ کی پیش کردہ مثال مدنی میں صرف ہائے مختفی حذف کی گئی ہے
بلکہ نقطہ مدینہ کی ی بہی محذوف کر دی گئی ہے جو ایک تبدیل و تغیر ہے پہر تو آپ
اپنی عبارت بلا کسی بدل کے اصلاح فرما دیجئے۔

آپ نے جو حضرت اقدس کی شاعری پر اعتراض کیا ہے یہ بہی آپ کی ناواقفیت
کی دلیل ہے اگر یہ امر حرام ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء
نہ ہوتے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اشعار سنتے قرآن کریم میں پاک
شاعری کا جواز موجود ہے اور نیز مومن شعراء کا استثناء اور اگر تم کو کتب انبیاء
سابقہ کا علم ہوتا تو صرف زبور شریف ہی کو ملاحظہ کر لیتے جو شروع سے آخر تک اشعار ہی میں ہے

خاتمہ

یہ ہیں محمد حیدر اللہ خان صاحب کے دعاوی اور ان کے جواب جن کے ملاحظہ سے
امید ہے ان کے سارے مکر و فریب ظاہر ہو جائینگے اور حجت
ربانی تمام ہو۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ والحمد للہ علی ما ہدیٰ

قصیدہ نعتیہ از حضرت اقدس

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم	آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم
زان نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد	پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدمد زان روئے پاک	ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال	چون دل احمد نمی بینم دگر عرشے عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار	صد بلا را میخرم از ذوق آن عین النعیم
از عنایات خدا و از فضل آن دادار پاک	دشمن فرعونیانم بہر عشق آن کلیم
آن مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیان	گفتنش گر دیدمے لطفے درین راہ سلیم
در رہ عشق محمد این سر و جانم رود	این تمنا این دعا این در دلم عزم صمیم

غمخواری دین احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

... شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست	ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست
... اہل ضلالت صد ہزاران تن ربودہ	حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم ہشیار نیست
اے خداوندان نعمت این چنین غفلت چراست	بیخود از خواب اید یا خود بخت دین بیدار نیست
اے مسلمانان خدارا یک نظر بر حال دین	آن چہ می بینم بلاہا حاجت اظہار نیست
آتش افتادہ است در قوش بجز دیدہ ایمان	دیدہ اش از دور بکار مردم دیندار نیست

ہر زمان از بہر دین و خون دل من می تپد — محرم این درد ما جز عالم اسرار نیست
انچہ برما میرود از غم کہ داند جز خدا — زہر می نوشیم لیکن زہرہ گفتار نیست
ہر کسے غمخواری اہل و اقارب می کند — اے دریغ این بیکسی را ہیچ کس غمخوار نیست
خون دین بینیم روان چو کشتگان کربلا — اے عجب این مردمان را مہر آن دلدار نیست
خیر تم آید چو بینیم بدل شان در کار نفس — کاین ہمہ جود و سخاوت در رہ دادار نیست
ایکہ داری مقدرت ہم عزم تائیدان دین — لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست
این کہ چون در خاک می غلطد ز جور ناکسان — آنکہ مثل او بزیر گنبد دوار نیست
اندرین وقت مصیبت چارۂ ما بیکسان — جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست
اے خدا ہرگز مکن شاد آن دل تاریک را — آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست
اے برادر پنج روز ایام عشرت ہا بود — دائما عیش و بہار گلشن و گلزار نیست

تمت

تقریب آخر کتاب

جب حیدر اللہ خان صاحب نے کتاب دُرّہ چھپوائی تو بعض احباب نے خواہش کی کہ اس اغلوطہ عوام فریب کا کوئی فوری جواب لکھا جائے۔ چنانچہ ہم نے حیات مسیح علیہ السلام کے دلائل جو اس روس بحث میں دُرّہ سے منتخب کرکے اُس کا جواب براظہار حق لکھا جس کا جواب ابتک خانصاحب سے نہو سکا۔ اب وہی مضمون رسالہ ہذا کے ساتھ شامل کرکے کتاب کا تکملہ کر دیا جاتا ہے تا کہ جس حق پسند کو فیصلہ کرنا منظور ہو وہ ملاحظہ کرکے رو بحق فیصلہ دے اور خیال رکھے کہ ویحق اللّٰہ الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون فقط

دلائل حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

دلائل حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام و رفع شان بجسد عنصری بر آسمان از کتاب درۃ الدرانی مولفہ حیدر اللہ خان صاحب درّانی مضامین مندرجہ فہرست کتاب درۃ الدرانی

صفحہ ۳ نمبر (۱) حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں جسمانی طور سے آئیگا اور دین حق کا سب دینوں پر غلبہ حسب وعدہ آیۃ ارسل رسولہ بقول مرزا صاحب اسی کے نزول کا وقت ہوگا نوٹ حضرت مسیح بروزی رنگ میں حسب وعدہ دنیا میں آچکا اور اللہ تعالےٰ جو رب العالمین ہے بتدریج اسکو غلبہ دیرہا ہی اور وہ حقیقی اور سچا غلبہ جو قرآن شریف میں فرمایا لیہلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ وہ غلبہ سب دنیا پر اسلام کے لئے اس مسیح نے ختم کر دیا۔

صفحہ ۳ نمبر (۲)

عیسیٰ نبی اللہ کی عمر یعنے وہ کہولت کے بعد مرینگے نوٹ بیشک وہ کہولت کے بعد مرے۔ دیکھو حدیث طبرانی حضرت عیسیٰ

دلائل وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

دلائل وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام از مرزا غلام احمد صاحب قادیانی من کتاب ازالۃ الاوہام حصہ دوم از صفحہ ۵۹۸ تا صفحہ ۶۲۷

(۱) پہلی آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ﴿﴾۔ یعنے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینوالا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں نوٹ یہ عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ تھا۔ جس کا ایفا رفعہ اللہ سے کیا گیا یعنے ان کو موت طبعیٔ سے اٹھایا گیا نہ قتل عیسیٰ سے

(۲) دوسری آیت جو مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے یہہ ہی بل رفعہ اللّٰہ الیہ یعنے مسیح ابن مریم مقتول

علیہ السلام کی عمر (۱۲۰) کی ہوی۔

صفحہ ۳۸ نمبر (۳)

عیسٰی کا قیامتہ کے قبل آنا آیتہ وان من اھل الکتاب الا لیومننن بہ سے ثابت ہوتا ہے نوٹ چونکہ یہہ آیتہ قطعی الدلالتہ نہین اسپر یہہ جزم کرنا غلط ہے الحق مباحثہ دہلی اور دلیل المحکم اور شمس بازغہ وکشف الدجیٰ وشفیع الوریٰ وغیرہ کتب ملاحظہ ہون۔

صفحہ ۹۸ نمبر (۴)

احیار اموات اور اجسام کے رفع بر سموات کے ثبوت مین نوٹ بعد موت کے جو زندگی حقیقی روحانی زندگی ہے اس سے کسی مسلم کو انکار نہین۔

صفحہ ۹۸ و ۹۹ نمبر (۵)

ایک ولی اللہ کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا نوٹ صفحہ ۹۹ کی سطر (۵) دیکھو شیخ عمر شبلی سب ہی علماء متعجب ہوئے سطر (۱۰) مین محبت الہی کے شہیدونکے

اور مصلوب ہوکر مردود اور ملعون لوگونکی موت سے نہین مرا جیسا کہ عیسائیون اور یہودیون کا خیال ہے بلکہ خدائے تعالیٰ نے عزت کے ساتھہ اوسکو اپنی طرف اٹھا لیا جاننا چاہئے کہ اس جگہہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھہ ہو جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے ورفعناہ مکاناً علیاً یہہ آیت حضرت ادریس کے حق مین ہے اور کچھہ شک نہین کہ اس آیت کے یہی معنے ہین۔ کہ ہم نے ادریس کو موت دیکر مکان بلند مین پہونچا دیا کیونکہ اگر وہ بغیر موت کے آسمان پر چڑہہ گئے تو پھر وجہ ضرورت موت جو ہر ایک انسان کے لئے لازمی امر ہے یہہ تجویز کرنا پڑیگا کہ وہ کسی وقت اوپر ہی فوت ہو جائین اور یا زمین پر آکر فوت ہون مگر یہہ دونون شق ممتنع ہین کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جسم خاکی موت کے بعد پھر خاک ہی مین داخل

مع روح کا حکم رکھتے ہین دیکھو جسم کو روح ماننا پڑا ورنہ اوپر جانا محال ور وہ بھی بعد وفات جو ما نحن فیہ سے خارج ہے صدق اللہ ورسولہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔

صفحہ ۹۹ نمبر (۶)

عابد کوہی کا جنازہ تخت پر آسمان کے طرف اٹھایا گیا نوٹ یہہ امر کشفی ہے جو مکاشفین نے دیکھا جیسے کہ کشف القبور کرنے والے معلوم کرتے ہین۔

نمبر (۷)

حضرت شہید عامر بن فہیرہ غلام ابوبکر کے واقعہ مین سطر ۱۲ جسم کو فرشتون نے چھپا لیا اور اوسکو علیین پر جا اتارا ملاحظہ طلب ہی علے ہذا دوسری روایت مین بھی یہی ہے۔

صفحہ ۱۰۰ نمبر (۸)

ابو نعیم کے نزدیک حبیب بن عدی کا آسمان کے طرف مرفوع ہونا قطعی ہے۔ نوٹ ہوا کرے حضرت اقدس مرزا صاحب کو کیا مضر ہے یہہ کشفی حالت ہے اور وہ بھی بعد وفات جو ما نحن فیہ سے الگ ہے۔

کیا جاتا ہے اور خاک ہی کے طرف عود کرتا ہے اور خاک ہی سے اس کا حشر ہوگا اور ادریس کا پھر زمین پر آنا اور دوبارہ آسمان سے نازل ہونا قرآن اور حدیث سے ثابت نہین لہذا یہہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھہ ہو جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت اونکے روحین علیین تک پہنچائی جاتی ہین فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔

نوٹ یعنے (۱۲۰) برس کی عمر مین بمقام کشمیر انہون نے طبیعی موت سے وفات پائی۔ اور خدائے تعالیٰ نے عیسٰی علیہ السلام کو عزت کے ساتھہ اٹھا لیا۔

(۳) تیسری آیت جو حضرت عیسی ابن مریم کے مرنے پر کھلی کھلی گواہی دیرہی ہے یہہ ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ یعنے جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان پر نگہبان تہا ہم پہلے ثابت کرائے ہین کہ تمام قرآن شریف مین توفی کے معنے یہہ ہین

صفحہ (۱۰۱) نمبر (۹)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے انگلیون کے زخم کے درد کی حکایت۔

نوٹ یہہ سب امور کشفیہ ہیں ورنہ جسد عنصری کے ساتھہ آسمان پر جانے کی کوئی آیت پیش کی جائے یا مجمع عام میں کوئی بزرگ جا کر بتائے۔

صفحہ ۱۰۱ نمبر (۱۰)

عیسٰی نبی اللہ کے آسمان پر جانے سے کوئی تفضیلت خاصہ نہیں (نوٹ بیشک جب کہ سب انبیا اور اولیا رائتہ اور صالحین مرفوع الی اللہ ہین یعنے اخلد الی الارض نہیں تو فی الحقیقت کوئی تفضیلت خاصہ عیسٰی علیہ السلام کی نہین

صفحہ ۱۱۹ نمبر (۱۱)

خدا کے کسی خاص بندہ کا آسمان پر اٹھایا جانا کوئی محال نہیں نوٹ مولانا اسکا ثبوت جناب نے کیا دیا وہی جو صفحہ ۹۹ سے ۱۰۱ تک تحریر فرما چکے اور ہمنے گزارش کر دی کہ وہ سب امور روحانی اور کشفی ہین جو بعد از موت واقع ہوے۔

کہ روح کو قبض کرنا اور جسم کو بیکار کر دینا جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم اور پھر فرماتا ہے ولکن اعبد اللہ الذی یتوفکم اور پھر فرماتا ہے حتّٰی یتوفہن الموت اور پھر فرماتا ہے حتّٰی اذا جاءتہم رسلنا یتوفونہم (الجزو نمبر ۸) سورۃ الاعراف اور پھر فرماتا ہے توفتہ رسلنا ایسا ہی قرآن شریف کے ۳۰ مقام مین برابر توفی کے معنی اماتت اور قبض روح کے ہی لیکن افسوس کہ بعض علماء نے محض الحاد وتحریف کے رو سے اس جگہہ توفیتنی سے مراد رفعتنی لیا ہے اور اس طرف ذرہ خیال نہین کیا کہ یہہ معنے نہ صرف لغت سے مخالف بلکہ سارے قرآن کے مخالف ہیں پس یہہ ہی تو الحاد ہے کہ جن خاص معنون کا قرآن کریم نے اول سے آخر تک التزام کیا ہے ان کو بغیر کسی قرینہ قویہ کے ترک کر دیا گیا ہے توفی کا لفظ نہ صرف قرآن کریم مین بلکہ جا بجا احادیث نبویہ میں بھی وفات دینے اور قبض روح کے

صفحہ ۱۶۱ نمبر ۱۲

امام بخاری کا مذہب کہ عیسٰی نبی اللہ ابھی نہین مرے نوٹ اس کا ثبوت جناب نے یہہ دیا کہ امام بخاری نے ایک باب نزول عیسٰی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتب کیا ہے جسمین حضرۃ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے اس حدیث مین زندگی عیسٰی علیہ السلام کا کوئی لفظ بھی نہین ہان نزول کا لفظ ہے جو بحث طلب ہے اور نہ آسمان کا لفظ ہے اور خود اپنی رائے کے اظہار مین حضرۃ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کا حرف جو شک کے لئے ہے استعمال فرمایا۔

صفحہ (۱۶۲) نمبر ۱۳

ابن عباس کا مذہب کہ عیسٰی ابھی زندہ موجود ہین نوٹ اس کے ثبوت مین درمنثور کی حدیث پیش کی جو کعب رضی سے منقول ہے مگر کیا یہ حدیث مرفوع متصل ہے اور امام بخاری کی اس صحیح حدیث سے مقابلہ کر سکتی ہے جس مین متوفیک کا لفظ اور ابن عباس رضی کی

معنے پر بھی آتا ہے چنانچہ جب مین نے غور سے صحاح ستہ کو دیکھا تو ہر ایک جگہ جو توفی کا لفظ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہے یا کسی صحابی کے منہ سے تو انہین معنون مین محدود پایا گیا مین دعوے سے کہتا ہون کہ کسی ایک صحیح حدیث مین بھی کوئی ایسا توفی کا لفظ نہین ملیگا جس کے کوئی اور معنے ہون مین نے معلوم کیا ہے کہ اسلام مین بطور اصطلاح کے قبض روح کے لئے یہ لفظ مقرر کیا گیا ہے تا روح کے بقا پر دلالت کرے افسوس کے بعض علماء جب دیکھتے ہین کہ توفی کے معنے حقیقت مین وفات دینے کے ہین تو پھر یہہ دوسری تاویل پیش کرتے ہین کہ فلما توفیتنی مین جس توفی کا ذکر ہے وہ حضرت عیسٰی کے نزول کے بعد واقع ہوگی لیکن تعجب کہ وہ اسقدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرہ بھی شرم نہین کرتے وہ نہین سوچتے کہ آیت فلما توفیتنی سے پہلے یہہ آیت ہے

تفسیر بعینہٖ منقول ہوئی ہے اور پھر یہ نزول کی بحث ہے جسمین لفظ ساجنگ کا تحریر ہے اور اس سے پہلے لفظ متوفیک معرکۃ الآرا موجود جس پر ہزار روپیہ کا اشتہار مرزا صاحب کا مشہور ہے جس کی جی چاہے بعد ثبوت لیلے اور دونوں جہان میں نیک نامی بھی حاصل کرے۔

صفحہ (۱۶۹) نمبر ۱۴

امام ذہبی کا مذہب کہ عیسی ابھی زندہ ہے اور وہی عیسی ہے جو پہلا اور صحابی ہے نوٹ کیا امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان الفاظ کی کوئی حدیث ہے جس پر ہم ایمان لائین یا کسی آیت سے استدلال فرمایا۔

صفحہ (۱۷۱) نمبر ۱۵

رسول اللہ کا ارشاد کہ عیسی ابھی مرا نہین نوٹ یہ حدیث مرفوع متصل ہے یا بخاری کی حدیث جسکا مقابلہ کر سکتے ہے اور عیسی علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی اور صدیق اکبر اور صحابہ کا اتفاق کہ قد خلت من قبلہ

و اذ قال اللہ یا عیسیٰ ءانت قلت للناس الخ اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ جو خاص ماضی کا ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا اور پھر ایسا ہے جو جواب حضرت عیسی کی طرف سے ہے یعنے فلما توفیتنی وہ بھی بصیغہ ماضی ہے اور اس قصہ سے پہلے جو بعض دوسرے قصہ قرآن کریم مین اسی طرز سے بیان کئے گئے ہین اور وہ بھی انہین معنون کے موید ہین مثلاً یہ قصہ واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ کیا اسکے معنے یہ کرنی چاہئے کہ خدائے تعالیٰ کسی استقبال کے زمانہ مین ملائکہ سے ایسا سوال کریگا ماسوا اس کے قرآن شریف اس طرز سے بھرا پڑا ہے اور محدثین بھی اس کے مصدق ہین کہ موت کے بعد قبل از قیامت

وغیرہ وغیرہ ملاحظہ ہو کتاب عسل مصفیٰ وغیرہ

صفحہ (۱۷۰) نمبر ۱۶

شب معراج مین عیسی اپنے جسد عنصری کے ساتھ مرئی ہوئے نوٹ کیا یہہ بات حدیث معراج سے واضح ہے کہ دوسرے انبیا کا مشاہدہ عیسی علیہ السلام کے طور پر نہیں ہوا۔

صفحہ (۱۸۵) نمبر ۱۷

عیسی کس عمر میں مرفوع ہوئے نوٹ اس کے تحت مین آپ نے طبرانی اور حاکم کی حدیث درج فرمائے جسمین بیان ہے کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی سے نصف زمانہ زندہ رہا اور عیسی بن مریم ایک سو بیس برس زندہ رہا اور میں ساٹھ برس کے سرے پر رخصت ہونے والا ہون ایسی حدیث کے راوی ثقہ ہین۔

صفحہ (۱۸۸) نمبر ۱۸

ان صحابہ اور تابعین اور ایمہ کے نام جن کا مذہب ہے کہ عیسی زندہ ہے اور وہ آسمان سے اتریگا اور کل محدثین اور ائمہ اربعہ اور اصحاب روایت مد ایت

بھی بطور بازپرس سوالات ہوا کرتے ہین نوٹ یعنے میری وفات کے بعد تثلیث کا بدعقیدہ دنیا میں پھیلا ہے (۴) چوتھی آیت جو مسیح کی موت پر دلالت کرتی ہے وہ یہ آیت ہے کہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اور ہم اسی رسالہ مین اسکی تفسیر بیان کر چکے ہین۔ نوٹ اہل کتاب مین سے کوئی نہین مگر وہ اپنے مرنے سے پہلے واقعہ قتل عیسی پر ایمان لاتا رہیگا۔

(۵) پانچویں یہہ آیت ہے ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام (الجزو نمبر ۶) یعنے مسیح صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہین اور ماں اسکی صدیقہ ہے جب وہ دونوں زندہ تھے تو طعام کھایا کرتے تھے۔ یہہ آیت بھی مسیح کی موت پر نص صریح ہے کیونکہ اسمین تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ اب حضرت عیسی اور ان کی والدہ مریم طعام

اور صحابہ کرام کے نوٹ قول ابن عباس کا اگر قابل احتجاج ہے تو صحیح بخاری کو ملاحظہ فرما دین پہر دیکھیئے وفات عیسیٰ کی کسطرح کہلے طور پر یہہ شہادت تفسیر ابن عباس کر ثابت ہوتی ہے یہہ تو ظاہر ہے کہ مولف نے اتباع ابن عباس کا تو بجائے خود چہوڑا اور بذریعہ کذا بین و روایات غیر صحیحہ کے اُلٹا بہتان صحابی پر باندہا جیسا کہ امام بخاری پر کہ وہ بہی حدیث نزول ابن مریم مین اصیل ابن مریم مراد لیتے ہین بلکہ سب ائمہ سلف کا یہی اعتقاد ہے یعنے حیات مسیح ابن مریم حاشا و کلا بلکہ جملہ صحابہ کرام کا اتفاق اور اجماع ہان سکوتی ہے یہی عیسیٰ ابن مریم کی وفات پر معلوم ہوتا ہے کہ کیونکہ قول ابن عباس میں جو متوفیک ممیتک ہے اس قول کا انکار کسی صحابی سے منقول نہیں ہے اور جب کہ بعد وفات آنحضرت صلعم کے حضرۃ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بمقابل حضرت عمر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر آیت قد خلت من قبلہ الرسل سے استدلال کیا تو حضرت

نہین کہاتے ہان کسی زمانہ مین کہایا کرتے تھے جیسا کہ کانا کا لفظ اس پر دلالت کر رہا ہے جو حال کو چہوڑ کر گذشتہ زمانہ کی خبر دیتا ہے اب ہر ایک شخص سمجہہ سکتا ہے کہ حضرۃ مریم طعام کہانے سے اس وجہ سے روکی گئی کہ وہ فوت ہوگئی اور چونکہ کانا کے لفظ میں جو تثنیہ کا صیغہ ہے حضرت عیسیٰ بہی حضرت مریم کے ساتہہ شامل ہین اور دونون ایک ہی حکم کے نیچے داخل ہین لہذا حضرت مریم کی موت کے ساتہہ انکی موت بہی ماننی پڑے کیونکہ آیت موصوفہ بالا مین ہرگز یہہ بیان نہیں کیا گیا کہ حضرۃ مریم تو بوجہ موت طعام کہانے سے روکے گئے لیکن حضرت ابن مریم کسی اور وجہ سے اور جب ہم اس آیت مذکورہ بالا کو اس دوسری آیت کے ساتہہ ملا کر پڑہین کہ ماجعلناھم جسداً لا یاکلون الطعام جس کے معنے ہین کہ کوئی نبی ایسا جسم نہیں بنایا کہ وہ زندہ تو ہو مگر کہانا نہ کہاتا ہو تو اس یقینی اور قطعی نتیجہ تک ہم پہنچ جاتے ہیں کہ فی الواقع حضرت مسیح فوت ہو گئے کیونکہ

عمر اور جو ان کے ساتہہ ہو گئے تہے انہون نے اُس قول سے رجوع کیا اور ان کے اس قول مین یہہ بہی مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع ہوا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کا رفع ہوا تہا۔ دیکہو ملل و نحل شہرستانی کو فرجع القوم الیٰ قولہ اور نیز کتب احادیث مین بلکہ صحیح بخاری مین بہی یہہ قصہ مفصل لکہا ہوا ہے شمس بازغہ و غسل مصفی وغیرہ کتب تائیدی مرزا صاحب اور خود ان کے تحریرات ملاحظہ فرمائے امام بخاری تو احادیث نزول کے تراجم مین آیات سورۂ مریم اور آل عمران کو لا کر بعد ازان بیان احادیث فرماتے ہین اب ہر ایک مصنف سمجہہ سکتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک عیسیٰ بن مریم قطعی طور پر وفات پا چکے تو اگر آیات قرآنی میں ذکر نزول مسیح ابن مریم کا ہے جو نبی وفات تہے تو اُن احادیث مین ذکر نزول مسیح ابن مریم کا ہے جو نبی وفات

پہلی آیت سے ثابت ہوگیا کہ اب وہ کہانا نہین کہاتے اور دوسری آیت بتلا رہی ہے کہ جبتک یہہ جسم خاکی زندہ ہے طعام کہانا اس کے لئے ضروری ہے اس سے قطعی طور پر بہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اب وہ زندہ نہین ہین۔

نوٹ اب نہ وہ زندہ ہین نہ دنیوی کہانا کہاتے ہین۔

(٦) چہٹی آیت یہہ ہے وما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام اس آیت کا پہلی آیت کے ساتہہ ابہی بیان ہو چکا ہے اور در حقیقت یہی اکیلی آیت کافی طور پر مسیح کی موت پر دلالت کر رہی ہے کیونکہ جبکہ کوئی جسم خاکی بغیر طعام کے رہ نہین سکتا یہی سنت اللہ ہے تو پہر حضرت مسیح کیونکر اب تک بغیر طعام کے زندہ موجود ہین اور اللہ جل شانہ فرماتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور اگر کوئی کہے کہ اصحاب کہف بہی تو بغیر طعام کے زندہ موجود ہین تو مین کہتا ہون کہ ان کی زندگی بہی اس

تھے تو اُن احادیث مین انکا ذکر بطور
مسئلہ بروز کے ہوگا کیونکہ موتیٰ کی رجعت
تو باطل ہے کما قال اللہ تعالیٰ فقد
سبق القول انہم لا یرجعون -
امام شعرانی نے کتاب الیواقیت الجواہر[1] کے
صفحہ (۱۷۴) مین یہہ حدیث لکہتے ہین
لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعہما
الا اتباعی - اور کتاب مجمع البحار الانوار

[1] تفسیر قادری صفحہ ۲۰۸ حاشیہ گذشتہ صفحہ واہ
حافظ مہر علی شاہ صاحب نے لکھا کہ یہہ حدیث کتاب
یواقیت مین نہین ہے ممکن ہے اختلاف نسخ اور مطابع کی
وجہ سے تبدل مقام ہوگیا ہو مگر ہم اس ہو کر دہی کا اور
عوام فریبی کا طلسم توڑ دیتے ہین اور عام اطلاع دیتے
ہین کہ حق جو اور راستباز لوگ ذرہ کتب خانہ سرکار
آصفیہ تک قدم رنجہ فرمائین اور سرکاری کتابخانہ کی
یواقیت کا صفحہ (۲۰) مطبوعہ مصر جلد (۲) ملاحظہ
فرمائین پہر اس سفید جہوٹ پر لعنت بھیجین اور
تفسیر ابن کثیر مین بھی یہہ حدیث بلا جرح وقدح
موجود ہے جو امام حافظ الحدیث کی تصنیف ہے لہذا یہ
بھی کتاب خانہ سرکار مین دیکھا جائے فن تفسیر مترجمہ
فتح البیان ابن کثیر بحاشیہ مطبع میریہ مصر ۱۳۰۱

جہان کے زندگی نہین مسلم کی حدیث سو برس
والی ان کو بھی مار چکی ہے بیشک ہم اس
بات پہ ایمان رکھتے ہین کہ اصحاب کہف
بھی شہدا کیطرح زندہ ہین ان کی بھی کامل
زندگی ہے مگر وہ دنیا کی ایک ناقصہ کثیفہ
زندگی سے نجات پاگئے ہین اس دنیا کی
زندگی کیا چیز ہے اور کیا حقیقت ایک
جاہل اس کو بڑی حقیقت سمجہتا ہے اور
ہر ایک قسم کی زندگی کو جو قرآن شریف
مین مذکور و مندرج ہے اسی کے طرف
گہسیٹتا چلا جا رہا ہے وہ یہہ خیال نہین کرتا
کہ دنیوی زندگی تو ایک ادنیٰ درجہ کی زندگی
ہے جس کے ارذل حصہ سے حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پناہ مانگی ہے
اور جس کے ساتھ نہایت غلیظ اور مکروہ
لوازم لگے ہوئے ہین اگر ایک انسان کو
اس سفلی زندگی سے ایک بہتر زندگی حاصل
ہو جائے اور سنت اللہ مین فرق نہ آئے
تو اس سے زیادہ اور کونسی خوبی ہے -
نوٹ جسد عنصری والا ذی روح کہانا
نہ کہانے والا خدا نے نہین بنایا -

جو ایک مستند کتاب لغت حدیث کی ہے اس کے
صفحہ ۲۸۶ مین لکھا ہے وقال مالك
ان عیسیٰ مات یعنے حضرت امام مالک نے
فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور چونکہ حضرت
امام مالک کے قول کی تردید کسی امام سے
منقول نہین لہذا اجماع ائمہ بھی ثابت ہے
فوز الکبیر مین شاہ ولی اللہ صاحب
وفات کے قائل اور شیخ علی احمد علامہ نے
کتاب سراج منیر مین وفات مسیح کا بیان کیا
اور تفسیر حسینی کے مصنف بھی حیات مسیح
مُصر نہین -

صفحہ (۱۸۷) نمبر ۱۹
زر یت بن برثملا وصی عیسیٰ کا انتظار
عیسیٰ مین اب تک کہ وہ ان مین زندہ موجود
ہونا نوٹ یہہ مضمون تو ایسا ثبوت
حیات عیسیٰ علیہ السلام مین آپ نے پیش

صفحہ ۲۴۶ - سطر حاشیہ ۳ اور نواب صدیق حسن خان نے
تفسیر ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ مین لکھا اور کوئی جرح نہین
کی اور خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فصل الخطاب کے صفحہ ۴۷۴
مین اور کتاب مدارج السالکین مین امام ابن قیم شامی نے صفحہ
۴۱۲ جلد (۲) اس حدیث کو لکہا اور جرح و قدح نہین کی

(۷) ساتوین آیت یہہ ہے وما محمد
الا رسول قد خلت من قبله
الرسل افان مات او قتل
انقلبتم علی اعقابکم یعنے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم صرف ایک نبی ہین ان سے
پہلے سب نبی نوت ہوگئے ہین -
اب کیا اگر وہ بھی نوت ہو جائین یا
مارے جائین تو ان کی نبوت مین کوئی
نقص لازم آئے گا جسکی وجہ سے تم
دین سے پہر جاؤ اس آیت کا ماحصل
یہہ ہے کہ اگر نبی کے لئے ہمیشہ زندہ
رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا نبی پہلے
نبیون مین سے پیش کرو جو اب تک زندہ
موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اگر مسیح
ابن مریم زندہ ہے تو پہر یہہ دلیل جو
خدا تعالیٰ نے پیش کی صحیح نہین ہوگی
نوٹ یہی آیت جس سے صدیق اکبر
نے کل انبیا کی وفات کا ثبوت دیا اور
مدینہ منورہ کے کل صحابہ کا سب انبیا کی
وفات پر اجماع ہوگیا -
(۸) آٹھوین آیت یہہ ہے وما جعلنا

فرمایا کہ بس اب کسی دلیل کی حاجت نہیں رہی
ہاں جب وصی عیسیٰ علیہ السلام ابتک کوہ حلوان
مین زندہ موجود ہے اور آپکو یقین ہے تو بس چلئے ملاقات کرائین سے
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہی فیصلہ دلکا۔ ہمارے نزدیک تو یہہ مشاہدہ
کشفی ہو تو بعید نہیں ہے۔ افسوس اے بزرگ کہ آپ
دعوے اور دلیل مین بھی کچھہ فرق نہیں کرتے
حیات عیسیٰ خود ایک دعوے تہا اور وصی عیسیٰ
کی زندگی بھی ایک دوسرا دعوے ہے جو خود محتاج
دلیل ہے تو یہہ دعوے دعوے اول الذکر کی
دلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔

صفحہ ۱۹۰ نمبر (۲۰)

چار ہزار مہاجرین اور انصار حضرت عمرؓ کے
حکم کے ساتھہ زریب بن برثملا وصی عیسیٰ علیہ السلام
کو دیکھنے گئے اور حضرت سلمان فارسی نے بھی دیکھا
نوٹ جب چالیس روز تک یہہ اصحاب ثلاثہ
بسیار جستجو کرتے رہے اور وصی عیسیٰ عالم شہادت
مین زندہ تہا تو کیون نہ ملا اور اگر کہا جائے
کسی اور مقام پر چلا گیا ہوگا تو یہ پوچھا جائیگا
کہ خلاف وصیت عیسیٰ علیہ السلام اس نے
کیون عمل کیا اس قسم کے قصہ جات نزول
اس کے خیالات ہین جنہوں سے کشفی امور کو

بشرا من قبلک الخلد افان مت فہم
الخالدون یعنے ہم نے تجھے سے پہلے کسی
بشر کو ہمیشہ زندہ اور ایک حالت پر
رہنے والا نہیں بنایا پس کیا اگر تو مر گیا
تو یہہ لوگ باقی رہجائینگے اس آیت کا
مدعا یہہ ہے کہ تمام لوگ ایک ہی سنت
اللہ کے نیچے داخل ہین اور کوئی موت سے
بچا نہیں اور نہ آیندہ بچے گا اور لغت کے
رو سے خلود کے مفہوم مین یہہ بات
داخل ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت مین
رہے کیونکہ تغیر موت اور زوال کی
تمہید ہے پس نفی خلود سے ثابت ہوا
کہ زمانہ کی تاثیر سے ہر ایک شخص کے
موت کے طرف حرکت ہے اور
پیرانہ سالی کیطرف رجوع اور اس سے
مسیح ابن مریم کا بوجہ امتداد زمانہ اور شیخ
فانی ہو جانے کے باعث سے فوت
ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔
نوٹ غور کرین اس آیت شریف
مین جنہون نے انیس سو برس سے عیسیٰ
علیہ السلام کو حی وقیوم ولا یموت مان

عالم شہادت کا لباس پہنا دیا مولانا یہہ تو
دیکھئے کہ یا تو نضلہ بن معاویہ انصاری قریب
غروب ہونے سے آفتاب کے نماز عصر کے فوت
ہو جانے سے گھبرا گئے تہے اور اذان دینے
لگے اور بعد اذان کے وصی عیسیٰ کے ملنے کی ایسی
خوشی ہوئی کہ نماز عصر بھی پڑھنا بھول گئے
اور وصی عیسیٰ سے مدت تک گفتگو کرتے رہے
یہہ بات جیسیت جو فیما بین ہوئی اور اس حدیث
مین مذکور ہے کیطرح ۲ گھنٹے سے کم مین نہین
ہو سکتی اور یہہ جملہ بھی یاد رہے حتی ذہبت بہم العصر
وکادت الشمس تغرب فالجاء نضلہ السیٰ وتعینت
الی سفح الجبل ہان اگر یہہ قصہ کشفی ہو تو استبعاد
نہیں کیونکہ امور کشفی آناً فاناً طے ہو سکتے ہین
اور عالم رویا اور کشف کی مثال ہمارے سامنے
موجود ہے۔

صفحہ (۱۹۰) نمبر (۲۱)

معتزلہ کے نزدیک حیات عیسیٰ نوٹ ہے کے
تحت مین آپ کشاف سے یہہ عبارت نقل
کرتے ہین کہ مین تیری اجل پوری کرونگا یعنے
مین تجھکو کفار کے ہاتھون سے بچالونگا اور
تجھکو اس اجل تک مہلت دونگا جو تیرے لئے

رکھی ہے۔
(۹) نوین آیت تلک امت قد خلت
لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون
عما کانو یعملون۔ یعنے اس وقت سے تمہ
پیغمبر پہلے ہوئے ہین یہہ ایک گروہ تھ
جو فوت ہو گیا ان کے اعمال ان کے
لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے
اور ان کے کامون سے تم نہیں پوچھے
جاؤگے۔
نوٹ کیا اس آیت شریف مین عیسیٰ
علیہ السلام کی وفات سے مستثنیٰ ہونے کا
کوئی ثبوت ہے۔
(۱۰) دسوین آیت داوصانی بالصلوٰۃ
والزکوٰۃ مادمت حیا اسکی تفصیل
ہم اسی رسالہ مین بیان کر چکے ہین ان
یہہ بھی ظاہر ہے کہ انجیلی طریق پر نماز
پڑھنے کے لئے حضرت عیسیٰ کو وصیت
کی گئی تھی اور وہ آسمان پر عیسائیوں
کی طرح نماز پڑھتے ہین اور حضرت
یحییٰ ان کے نماز کی حالت مین ا
پاس یو نہیں بیٹھے رہتے ہین

مین نے لکھدی اور تجھکو اپنی موت سے مارونگا اور تجھکو اپنے آسمان اور ملائکہ کے مقر کی طرف اٹھاؤنگا۔ مرزا صاحب کا بھی اقرار ہے وہ کفار کے ہاتھہ سے نہین مارے گئے بلکہ حسب وعدہ اللہ تعالی نے ایک سو بیس برس تک ان کو عمر دی پھر وہ اپنی موت سے مرے اور اپنے صاحب کے پاس عزت کے ساتھہ تشریف لے گئے۔

صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۳) نمبر ۲۲

عیسیٰ ابھی زندہ ہے نوٹ ابن کثیر نے حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول نقل کیا بھلا یہہ حدیث قرآن شریف کی ۳۰ آیات اور صحیح حدیث بخاری وغیرہ اصول مرزا صاحب سے مقابلہ کر سکتی ہے حاشا وکلا۔

صفحہ (۱۹۳) نمبر ۲۳

شاہ ولی اللہ صاحب کا قول کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے۔

نوٹ اس کے تحت مین آپ نے یہہ ثابت کیا ہے کہ نصاریٰ کا جزم جو عیسیٰ کے مقتول ہونے پر ہے مگر

جو ہوئے اور جب دنیا مین حضرت عیسیٰ [illegible] تو برخلاف اس وصیت کے امتی بنکر مسلمانوں کی طرح نماز پڑھینگے۔

نوٹ تکلیف شرعی کے رنگ مین امور مذکورہ بالا کا عدم و نوع صریح وفات پر دلالت کر رہا ہے۔

(۱۱) گیارھوین آیت والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا اس آیت مین واقعات عظیمہ جو حضرت مسیح کے وجود سے متعلق تھے صرف تین بیان کئے گئے ہین حالانکہ اگر رفع اور نزول واقعات صحیحہ مین سے ہین تو ان کا بیان بھی ضروری ہی تھا کیونکہ نعوذ باللہ رفع اور نزول حضرت مسیح کا مورد اور محل سلام الٰہی نہین ہونا چاہئے تھا تو اس جگہہ پر خدا تعالی کا اس رفع اور نزول کو ترک کرنا جو مسیح ابن مریم کے نسبت مسلمانوں کے دلوں مین بسا ہوا ہے صاف اس بات پر دلیل ہے کہ وہ خیال ہیچ۔ اور خلاف واقع ہے بلکہ وہ رفع یوم اموت مین داخل ہے

غلط ہے و رفع بر آسمان را قتل گمان کردند اگر در حقیقت یہہ شاہ صاحب کی عبارت ہے بل رفعہ اللہ الیہ کا ٹھیک ترجمہ نہین مگر مجازی اور آسمان پر زندہ سے یہہ آپ کا بیان ہے نہ شاہ صاحب کا۔

صفحہ (۲۱۸) نمبر ۲۴

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے پوتے شیخ جمال الدین کا بدعا حضرت تا زمان عیسیٰ زندہ رہنا اور شاہ عبد اللہ صاحب بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اور مائی منصوران رحمہا اللہ کا ان سے ملنا۔

نوٹ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت مین یہہ آخری دلیل ہے جس پر قلعی کھل گئی ہے مگر اسمین مشکل یہہ ہے کہ بسطام کے جنگل مین حضرت موصوف کے ملنے کا وقت مقرر نہین اور نہ حضرت کے مرنے جینے کی ہی کچھہ خبر ہے ورنہ خانصاحب کے ہمراہ جا کر حضرت موصوف کا نیز دیدار حاصل کرتے اور یہہ قصہ حیات وفات کا بھی پوچھہ آتے جناب عالی یہہ بھی دعوے بر دعوے ہے۔

اور نزول سراسر باطل ہے۔

نوٹ اس مین سلامتی رفع الی السماء بجسدہ العنصری اور اوس کے بعد نزول من السماء کا تذکرہ نہین فرمایا جو ایک عظیم الشان تذکرہ ہوتا۔

(۱۲) بارھوین آیت ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا اس آیت مین خداوند تعالی فرماتا ہے کہ سنت اللہ وہی طرح سے تمہاری ہے بعض تم مین سے عمر طبعی کو پہونچنے سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہین اور بعض عمر طبعی کو پہونچتے ہین یہانتک کہ ارذل عمر کی طرف رد کئے جاتے ہین اور اس حد تک نوبت پہونچتی ہے کہ بعد علم کے نادان محض ہو جاتے ہین یہہ آیت بھی مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان اگر زیادہ عمر پاوے تو دن بدن ارذل عمر کی طرف حرکت کرتا ہے یہانتک

صفحہ ۲۱۹ نمبر (۲۵)

اس معنی کا قرآنی اور قطعی ثبوت کہ ابھی تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کے مارنے کا ارادہ نہین کیا ان اراد ان یہلک المسیح

نوٹ اس آیت شریف مین ان شرطیہ نہین کیونکہ جملہ شرطیہ کی جزا مقدم نہین ہوتی دیکھو دوسری آیتین پ ۲۶ ع ۱۲ - لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ پ ۱۵ ع ۱۳ - ان کنتم صادقین پ ۲۸ ع ۱۱ - ان لم یومنوا بہذا الحدیث اسفا اور اس نظم کلام الٰہی مین ہی وفات عیسیٰ علیہ السلام کے اور دو قرینہ قویہ ثابتہ واقعہ موجود ہین (۱) وفات والدہ عیسیٰ علیہ السلام (۲) موت مخلوق آنزمان ورنہ لازم آتا ہے کہ یہہ بھی زندہ رہین اور یہہ کسیکا مذہب نہین اللھم انی اعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد خاتم النبیین ولا نبی بعدہ۔

تمت

یہانتک کہ بچے کیطرح نادان محض ہوجاتا اور پھر مر جاتا ہے۔

نوٹ وہ ارذل عمر کا زمانہ کونسا ہے جو انیس سو برس سے بڑھکر ہو۔

(۱۳) تیرھوین آیت یہہ ہے ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین یعنے تم اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین پر ہی رہوگے یہانتک کہ اپنے تمتع کے دن پورے کرکے مر جاؤگے یہہ آیت جسم خاکی کو آسمان پر جانے سے روکتی ہے کیونکہ لکم جو اس جگہہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے اس بات پر بصراحت دلالت کر رہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر جا نہین سکتا بلکہ زمین سے ہی نکلا اور زمین مین ہی رہیگا اور زمین مین داخل ہوگا

نوٹ اس پر سب کا ایمان ہے آسمان پر کسی کو ٹھہرانے والے اس پر غور کرین۔

(۱۴) چودھوین آیت یہہ ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق یعنے جسکو ہم زیادہ عمر دیتے ہین تو اس کی پیدائش کو

الٹا دیتے ہین یعنے انسانیت کی طاقتین اور قوتین اس سے دور ہو جاتی ہین حواس مین اسکے فرق آجاتا ہے عقل اسکی زایل ہو جاتی ہے اب اگر مسیح ابن مریم کے نسبت فرض کیا جائے کہ ابتک جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہین تو یہہ ماننا پڑے گا کہ ایک مدت دراز سے ان کے انسانی قوے بین بکلی فرق آگیا ہوگا اور یہہ حالت خود موت کو چاہتی ہے اور یقینی طور پر یہہ ماننا پڑے گا کہ مدت ہوئی وہ مر گئے ہونگے

نوٹ کیا انیس سو برس کی عمر والا آدمی ابھی معمر نہین ہوتا۔

(۱۵) پندرھوین آیت یہہ ہے اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ یعنے خدا وہ خدا ہے جس نے تمہین ضعف سے پیدا کیا اور پھر ضعف کے بعد قوت دیدی پھر قوت کے بعد ضعف اور پیرانہ سالی دی یہہ آیت بھی صریح اس طور پر دلالت کر رہی ہے کہ کوئی انسان اس قانون قدرۃ سے باہر نہین اور ہر ایک مخلوق اس محیط قانون مین داخل ہے کہ زمانہ اسکی عمر پر اثر کر رہا ہے یہانتک کہ بچے کو تاثیر زمانہ کی سے وہ پیر فرتوت ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔

نوٹ جسد عنصری کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام تاثیر زمانہ سے ابتک کیسے بچے

(۱۶) سولھوین آیت یہہ ہے انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام الخ یعنے اس زندگی دنیا کی مثال یہہ ہے کہ جیسے اس پانی کی مثال ہے جس کو ہم آسمان سے اتارتے ہین پھر زمین کی روئیدگی اس سے ملجاتی ہے پھر وہ روئیدگی بڑھتی ہے اور پھولتی ہے اور آخر کاٹی جاتی ہے یعنے کھیتی کیطرح انسان پیدا ہوتا ہے اول کمال کیطرف رخ کرتا ہے پھر اس کا زوال ہوتا جاتا ہے کیا اس قانون قدرت سے مسیح باہر رکھا گیا ہے۔

نوٹ اس استثناء پر کوئی آیت ہے۔

(۱۷) سترہوین آیت ثم انکم بعد ذالک لمیتون الجزء۱۸ سورۃ المؤمنون یعنے اول رفتہ رفتہ خدائے تعالیٰ تم کو کمال تک پہنچاتا ہے اور پہر تم اپنا کمال پورا پورا کر چکنے کے بعد زوال کیطرف میل کرتے ہو یہانتک کہ مر جاتے ہو یعنے تمہارے لئے خدا تعالیٰ کے طرف سے یہی قانون قدرت ہے کوئی بشر اس سے باہر نہین۔ اے خداوند قدیر!!! اپنے اس قانون قدرت کے سمجہنے کے لئے ان لوگون کو بہی آنکہہ بخش جو مسیح ابن مریم کو اس سے باہر سمجہتے ہین۔

نوٹ کوئی آیت ایسی ہے کہ جس سے عیسیٰ اس سے باہر ہین؟

اٹھارہوین آیت الم تر ان اللہ انزل من السماء ماءً فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ ثم یہیج فتراہ مصفرا ثم یجعلہ حطاما ان فی ذالک لذکری لاولی الالباب الجزء۲۳ سورۃ الزمر۔ ان آیات مین بہی مثال کے طور پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ انسان کہیتی کیطرح رفتہ رفتہ اپنی عمر کو پورا کر لیتا ہے اور مر جاتا ہے۔

نوٹ مگر قائلین حیات عیسیٰ نے خلاف رضی الٰہی عیسیٰ علیہ السّلام کو اس آیت کے اثر سے مستثنیٰ کر رکہا ہے۔

۱۹ انیسوین آیت یہہ ہے وما ارسلنا من قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق الجزء۱۸ سورۃ الفرقان) یعنے تجہہ سے پہلے جسقدر رسول بہیجے ہین وہ سب کہانا کہایا کرتے تھے اور بازارون مین پہرتے تھے اس آیت سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اب وہ تمام نبی نہ کہانا کہاتے ہین اور نہ بازارون مین پہرتے ہین اور پہلے ہم نص قرآنی ثابت کر چکے ہین کہ دنیوی حیات کے لوازم مین سے طعام کا کہانا ہے سو چونکہ وہ اب

تمام نبی طعام نہین کہاتے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب فوت ہو گئے جن مین بوجہ کلمہ حصر مسیح بہی داخل ہے۔

نوٹ مسیح کو بجسد عنصری زندہ ماننے والے بیشک مسیح کو اس آیت کے خلاف جانتے ہین۔

۲۰ بیسوین آیت یہہ ہے والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون سورۃ النحل الجزء۱۴ یعنے جو لوگ بغیر اللہ کی پرستش کئے جاتے ہین اور پکارے جاتے ہین وہ کوئی چیز پیدا نہین کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہین مر چکے ہین زندہ بہی تو نہین ہین اور نہین جانتے کہ کب اٹھائے جائینگے دیکہو یہہ آیتین کسقدر صراحت کے ساتہہ مسیح اور اُن سب انسانون کی وفات پر دلالت کر رہی ہین جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور ان سے دعائین مانگتے تھے اگر اب بہی آپ لوگ مسیح ابن مریم کی وفات کے قائل نہین ہوتے تو بدی ہی ہے یہہ کیون نہین کہدیتے کہ ہمین قرآن کریم کے ماننے مین کلام ہے قرآن کریم کی آیتین سُنکر پہر وہین نہ ٹھہر جانا کیا ایمان دارون کا کام ہے۔

نوٹ یہہ اپنی من گہڑت کے بغیر کبہی نہین مانینگے اور عورتون اور جہلا کے مانند ما وجدنا علیہ اباءنا پکارتے رہینگے۔

۲۱ اکیسوین آیت یہہ ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم مین سے کسی مرد کا باپ نہین ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنیوالا نبیون کا یہہ آیت بہی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی

رسول دنیا مین نہین آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے
کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا مین آ نہین سکتا۔ کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے
اور رسول کی حقیقت اور ماہیت مین یہہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل
کرے اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بہ قیامت منقطع ہے اس سے
ضروری طور پر یہہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہین آئیگا اور یہہ امر خود مستلزم
اس بات کو ہے کہ وہ مرگیا اور یہہ خیال کہ پھر وہ موت کے بعد زندہ ہوگیا مخالف کو
کچھہ فائدہ نہین پہونچا سکتا کیونکہ اگر وہ زندہ بھی ہوگیا تاہم اسکی رسالت جو اسکے
لئے لازم غیر منفک ہے اس کے دنیا مین آنے سے روکتی ہے ماسوا اسکے ہم بیان
کر آئے ہین کہ مسیح کا مرنے کے بعد زندہ ہونا اس قسم کا نہین جیسا کہ خیال
کیا گیا ہے بلکہ شہدا کی زندگی کے موافق ہے جسمین مراتب قرب وکمال حاصل
ہوتے ہین اس قسم کی حیات کا قرآن کریم مین جا بجا بیان ہوا ہے چنانچہ حضرت
ابراہیم کی زبان سے یہہ آیت قرآن شریف مین درج ہے والذی یمیتنی ثم
یحیین یعنے وہ خدا جو مجھے مارتا ہے اور پھر زندہ کرتا ہے اس موت اور حیات سے
صرف جسمانی موت اور حیات نہین بلکہ اس موت اور حیات کیطرف اشارہ ہے
جو سالک کو اپنے مقامات ومنازل سلوک مین پیش آتی ہے چنانچہ وہ خلق کی محبت
ذاتی سے مارا جاتا ہے اور خالق حقیقی کی محبت ذاتی کے ساتھہ زندہ کیا
جاتا ہے اور پھر اپنے رفقا کی محبت ذاتی سے مارا جاتا ہے اور رفیق اعلیٰ کی
محبت ذاتی کے ساتھہ زندہ کیا جاتا ہے اور پھر اپنے نفس کی محبت ذاتی سے
مارا جاتا ہے اور محبوب حقیقی کی محبت ذاتی کے ساتھہ زندہ کیا جاتا ہے اور
پھر اپنے رفقا کی محبت ذاتی سے مارا جاتا ہے اور رفیق اعلیٰ کی محبت ذاتی
کے ساتھہ زندہ کیا جاتا ہے اور پھر اپنے نفس کی محبت ذاتی سے مارا

جاتا ہے اور محبوب حقیقی کی محبت ذاتی کے ساتھہ زندہ کیا جاتا ہے اسی
طرح کئی موتین اس پر وارد ہوتی رہتی ہین اور کئی حیاتین یہانتک کہ کامل حیات
کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے سو وہ کامل حیات جو اس سفلی دنیا کے چھوڑنے
کے بعد ملتی ہے وہ جسم خاکی کی حیات نہین بلکہ اور رنگ اور شان کی حیات ہے
قال اللہ تعالیٰ وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون الجزء نمبر ۲۱
نوٹ اور رسول صلعم نے فرمایا کہ لا نبی بعدی آئین کوئی قید کسی جدید یا قدیم نبی کی نہین ہے
بائیسوین ۲۲ آیت یہہ ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنے
اگر تمہین ان بعض امور کا علم نہو جو تم مین پیدا ہون تو اہل کتاب کی طرف
رجوع کرو اور انکی کتابون کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف
ہوجائے سو جب ہم نے موافق حکم اس آیت کے اہل کتاب یعنے یہود و
نصاریٰ کی کتابون کے طرف رجوع کیا اور معلوم کرنا چاہا کہ کیا اگر کسی نبی گذشتہ
کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہو تو وہی آجاتا ہے یا ایسی عبارتون کے کچھہ اور
معنے ہوتے ہین تو معلوم ہوا کہ اسی امر متنازعہ فیہ کا ہمشکل ایک مقدمہ حضرت
مسیح ابن مریم آپ ہی فیصل کر چکے ہین اور اونکے فیصلا کا ہمارے فیصلہ کیساتھہ
اتفاق ہے دیکھو کتاب سلاطین وکتاب ملاکی نبی انجیل جو ایلیا کا دوبارہ آسمان
سے اترنا کس طور سے حضرت مسیح نے بیان فرمایا ہے۔
نوٹ ان کو قرآن ہی کے ماننے مین پس وپیش ہے تو کتب سابقہ
کو یہہ کیا جانین۔
تیئسوین آیت یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ
فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنے اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کیطرف
[illegible]

داخل ہو جا جو دنیا کو چھوڑ گئے ہین اور میری بہشت کے اندر آ۔ اس آیت سے صاف
ظاہر ہے کہ انسان جبتک فوت نہو جاوے گزشتہ لوگون کی جماعت مین کبھی
داخل نہین ہو سکتا لیکن معراج کی حدیث سے جسکو بخاری نے بھی بسوط طور پر
اپنی صحیح مین لکھا ہے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت شدہ
نبیون کی جماعت مین داخل ہے لہذا حسب دلالت صریحہ اس نص کے مسیح
ابن مریم کا فوت ہو جانا ضروری طور پر ماننا پڑا۔ امنا بکتاب اللہ القرآن الکریم
وکفرنا بکل ما یخالفہ ایہا الناس اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیا
قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ

نوٹ یہہ قرآن اور حق کے طرف ہونے ہی کو تفرق عن سبیلہ سمجھتے ہین تو
آپ ان کو کسطرح سمجھا وینگے۔

چوبیسوین آیت یہہ ہے اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم
یحییکم الجزء ۲۱ سورۃ الروم اس آیت مین اللہ تعالی اپنا قانون قدرت یہہ
بتلاتا ہے کہ انسان کی زندگی مین صرف چار واقعات ہین پہلے وہ پیدا کیا جاتا
ہے پھر تکمیل اور تربیت کے لیے روحانی اور جسمانی طور پر رزق مقسوم اسے ملتا
ہے پھر اس پر موت وارد ہوتی ہے پھر وہ زندہ کیا جاتا ہے اب ظاہر ہے کہ
ان آیات مین کوئی ایسا کلمہ استثنائی نہین جس کے رو سے مسیح کے واقعات
خاصہ باہر رکھے گئے ہون حالانکہ قرآن کریم اول سے آخر تک یہہ التزام رکھتا
ہے کہ اگر کسی واقعہ کے ذکر کرنیکے وقت کوئی فرد بشر باہر نکالنے کے لایق
ہو تو فی الفور اس قاعدہ کلیہ سے اس کو باہر نکال لیتا ہے یا اس کے واقعات
خاصہ بیان کر دیتا ہے۔

نوٹ اے ترجمہ جابجا غور ورنہ نظم کلام الہی انسانی کلام سے کم درجہ ہو جاویگی۔

پچیسوین آیت کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام الجزء ۲۷
سورۃ الرحمن یعنے ہر ایک چیز جو زمین مین موجود ہے اور زمین سے نکلتی ہے
وہ معرض فنا مین ہے یعنے دمبدم فنا کی طرف میل کر رہی ہے مطلب یہ
ہے کہ ہر ایک جسم خاکی کو نابود ہونے کیطرف ایک حرکت ہے اور کوئی
وقت اس حرکت سے خالی نہین وہی حرکت بچہ کو جوان کر دیتی ہے اور
جوان کو بڈھا اور بڈھے کو قبر مین ڈال دیتی ہے اور اس قانون قدرت سے
کوئی باہر نہین خدا تعالی نے فان کا لفظ اختیار کیا یفنی نہین کہا تا معلوم
ہو کہ فنا ایسی چیز نہین کہ کسی آیندہ زمانہ مین ایک دفعہ واقع ہوگی بلکہ سلسلہ
فنا کا ساتھ جاری ہے لیکن ہمارے مولوی یہہ گمان کر رہے ہین
کہ مسیح ابن مریم اسی فانی جسم کے ساتھ جسمین بموجب نص صریح کے ہردم
فنا کا کام کر رہی ہے بلا تغیر و تبدل آسمان پر بیٹھا ہے اور زمانہ اس پر
اثر نہین کرتا حالانکہ اللہ تعالی نے اس آیت مین بھی مسیح کو کائنات الارض
سے مستثنے قرار نہین دیا اے حضرات مولوی صاحبان کہان گئی تمہاری توحید
اور کہان گئے وہ لمبے چوڑے دعوے اطاعت قرآن کریم کے بل منکم
فی قلبہ عظمۃ القران مثقال ذرۃ۔

نوٹ مہان حیات عیسی علیہ السلام کے نزدیک عیسی علیہ السلام
وفات کے ہر ایک استثنا سے مستثنے ہین۔

چھبیسوین آیت ان المتقین فی جنات ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔
الجزء نمبر ۲۷ سورۃ القمر یعنے متقی لوگ جو خدا تعالی سے ڈر کر ہر ایک قسم کی
سرکشی کو چھوڑ دیتے ہین وہ فوت ہونے کے بعد جنات اور نہرون مین ہین صدق
کی نشستگاہ مین با اقتدار بادشاہ کے پاس۔ اب ان آیات کے رو سے صاف

ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے دخول جنت اور مقعد صدق مین تلازم رکہا ہے یعنے خدائے تعالیٰ کے پاس پہونچنا اور جنت مین داخل ہونا ایک دوسرے کا لازم ٹہرایا گیا ہے سو اگر رافعک الی کے یہی معنے ہین جو مسیح خدائے تعالےٰ کے طرف اٹہایا گیا تو بلاشبہ وہ جنت مین بہی داخل ہو گیا جیسا کہ دوسری آیت یعنے ارجعی الی ربک جو رافعک الی کے ہم معنی ہے بصراحت اسی پر دلالت کر رہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے طرف اٹہایا جانا اور گزشتہ مقربون کی جماعت مین شامل ہو جانا اور بہشت مین داخل ہو جانا یہہ تینیون مفہوم ایک ہی آن مین پورے ہو جاتے ہین پس اس آیت سے بہی مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ہی ثابت ہوا فالحمد للّٰہ الذی احق الحق والبطل الباطل ونصر عبدہ وایدہ ماموره۔

نوٹ حضرت یہہ عیسیٰ علیہ السلام کو ابہی خدا کے پاس جانے ہی نہین دیتے کیونکہ انہون نے قرآن کریم کو اپنی فہم کا تابع بنا رکہا ہے گو ہر ایک آیت سے انکا عند ملیک مقتدر رہونا ثابت ہو۔

ستائیسوین آیت یہہ ہے ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون لا یسمعون حسیسہا وہم فی ما اشتہت انفسہم خالدون یعنے جو لوگ جنتی ہین اور انکا جنتی ہونا ہمارے طرف سے قرار پا چکا ہے وہ دوزخ سے دور کئے گئے ہین اور وہ بہشت کی دائمی لذات مین ہین اس آیت سے مراد حضرت عزیز اور حضرت مسیح ہین اور اون کا بہشت مین داخل ہو جانا اس سے ثابت ہوتا ہے جس سے ان کی موت بہی بپا یہ ثبوت پہنچتی ہے۔

اٹھائیسوین آیت این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ الجزء ۵ یعنے جس جگہ ہو اس جگہ موت تمہین پکڑ یگی اگرچہ تم بڑے مرتفع برجون

ین بود و باش اختیار کرو اس آیت سے بہی صریح ثابت ہوتا ہے کہ موت اور لوازم موت ہر ایک جگہ جسم خاکی پر وارد ہو جاتے ہین یہی سنت اللہ ہے اور اس جگہ بہی استثنا کے طور پر کوئی ایسی عبارت بلکہ ایسا کلمہ بہی نہین لکہا گیا ہے جس سے مسیح باہر رہ جاتا پس بلاشبہ اشارۃ النص بہی مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کر رہی ہے موت کے تعاقب سے مراد زمانہ کا اثر ہے جو ضعف اور پیری یا امراض و آفات منجرہ الی الموت تک پہونچاتا ہے اس سے کوئی نفس مخلوق خالی نہین۔

انتیسوین آیت ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا۔ یعنے رسول جو کچہہ تمہین علم معرفت عطا کرے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چہوڑ دو ولہذا ہم اسطرف متوجہ ہوتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ مین کیا فرمایا ہے سو پہلے وہ حدیث سنو جو مشکوٰۃ مین ابوہریرہ رض سے روایت ہے اور وہ یہہ ہے وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین واقلہم من یجوز ذالک رواہ الترمذی وابن ماجہ یعنے اکثر عمرین میری امت کی ۶۰ سے ۷۰ برس تک ہونگی اور ایسے لوگ کمتر ہونگے جو ان سے تجاوز کرین یہہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار مین ہی آگئے ہین پہر اتنا فرق کیونکر ممکن ہے کہ اور لوگ تو ستر برس تک مشکل سے پہونچین اور ان کا یہہ حال ہو کہ دو ہزار کے قریب انکی زندگی کے برس گزر گئے اور ابتک مرنے مین نہین آئے بلکہ بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا مین آکر پہر (۴۰) یا ۴۵ برس زندہ رہینگے پہر دوسری حدیث مسلم کی ہے جو جابر سے روایت کیگئی ہے اور وہ یہہ ہے وعن جابر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسئلون عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائۃ سنۃ وہی حیۃ رواہ مسلم اور روایت ہے جابر سے کہ سنا مین نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وہ قسم کہا کر فرماتے تھے

کہ کوئی ایسا زمین پر مخلوق نہیں جو اس پر سو برس گزرے اور وہ زندہ رہے اس
حدیث کے معنی یہہ ہین کہ جو شخص زمین کی مخلوقات مین سے ہو وہ شخص سو برس کے
بعد زندہ نہین رہ سکیگا اور ارض کی قید سے مطلب یہہ ہے کہ تا آسمان کی مخلوقات
اس سے باہر نکالی جائے لیکن ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمانکی مخلوقات مین
سے نہین ہین بلکہ وہ زمین کی مخلوقات اور ما علی الارض مین داخل ہین حدیث کا
یہہ مطلب نہین کہ اگر کوئی جسم خاکی زمین پر رہے تو فوت ہو جائے گا اور اگر آسمان پر
چلا جائے تو فوت نہین ہوگا کیونکہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا تو خود بموجب نص قران کریم
کے ممتنع ہے بلکہ حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک مین سے نکلا
وہ کسطرح سو برس سے زیادہ نہین رہ سکتا۔

تیسوین آیت یہہ ہے او ترقی فی السماء قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنے کفار کہتے ہین کہ تو آسمان پر چڑہکر ہمین دکھلا تب ہم ایمان لے آئینگے

۱؎ اس آیت شریف کے کامل نہ لکھنے سے واعظ شہر نے تفسیر قادریہ مین عام لوگون کو یہہ دہوکا دیا تہا کہ دیکہو پوری آیت نہین لکھی کیون مطلب کی آیت لکھدی مگر اتنا نہ سمجھا کہ قرآن شریف کا ہر لفظ بشرطیکہ مخالف منشاء آلٰہی نہو قابل سند ہے اس لئے ہم یہان پوری آیت لکھدیتے ہین تاکہ دہوکا باز عام مسلمانون کو دہوکا نہ دے سکے و لقد صرفنا فی ھذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا ۔ وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنة من نخیل وعنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیرا ۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکة قبیلا ۔ او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ۔ ہم نے پہیر پہیر کر لوگون کو اس قرآن مین کئی مثالین سنائین لیکن لوگ ناشکری کئے بغیر نرہے کہنے لگے کہ ہم تجہپر ایمان نہین لائینگے جب تک کہ ہمارے لئے زمین سے چشمے جاری نہو ن

ان کو کہدے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دار الابتلا مین ایسے کہلے کہلے نشان دکھلاوے اور مین بجز اس کے اور کوئی نہین ہون کہ ایک آدمی۔ اس آیتہ سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر جانے اور چڑہنے کا نشان مانگا تھا اور انہین صاف جواب ملا کہ یہہ عادت اللہ نہین کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لیجاوے۔ اب اگر جسم خاکی کے ساتھہ ابن مریم کا آسمان پر جانا صحیح مان لیا جائے تو یہہ جواب مذکورہ بالا سخت اعتراض کے لایق ٹھہرے گا اور کلام آلٰہی مین تناقض اور اختلاف لازم آئیگا لہذا قطعی اور یقینی یہی امر ہے کہ حضرت مسیح بجسدہ العنصری آسمان پر نہین گئے بلکہ موت کے بعد آسمان پر گئے ہین۔ بھلا ہم ان لوگون سے پوچھتے ہین کہ کیا موت کے بعد حضرت یحییٰ اور حضرت آدم اور حضرت ادریس اور حضرت ابراہیم اور حضرت یوسف وغیرہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے یا نہیں اور اگر نہین اٹھائے گئے پھر معراجکی رات میں آنحضرت صلعم نے ان سب کو آسمانون پر دیکھا اور اگر اٹھائے گئے تھے تو پھر ناحق مسیح ابن مریم کی رفع کے کیون اور طور پر معنی کئے جاتے ہیں تعجب کہ توفی کا لفظ جو

یا تیرے واسطے کہجور انگور کا باغ جسمین نہرین چلتی ہون نہ ہو جائے۔ یا تیرے زعم کے موافق آسمان کا کوئی ٹکڑا ہماری پر نہ گرے یا اللہ اور فرشتے سامنے نہ آجائین یا تیرا گہر سونے چاندیکا نہ بن جائے۔ یا تو آسمان پر چڑہ جاوے اور ہم اوسکو بھی نہ مانینگے کہ تو واقعی آسمان پر چڑہ گیا مگر جبکہ ہمپر ایک کتاب اتار لاوے جس کو ہم پڑہین اللہ کہتا فرمایا ای محمد ان کافرونکو جواب دے کہ مین تو ایک بشر اور رسول ہون مجہ مین یہہ طاقت کہان اور خدا تعالیٰ ایسے نشانات کے دکھلانے سے پاک ہے کہ ایسے کہلے کہلے نشان اس جہان مین دکھلائے۔

صریح وفات پر دلالت کرتا ہے جا بجا ان کے حق میں موجود ہے اور اٹھائے جانے کا نمونہ بھی بدیہی طور پر کھلا ہے کیونکہ وہ انہیں فوت شدہ لوگوں میں جا ملے جو ان سے پہلے اٹھائے گئے تھے اور اگر کہو کہ وہ لوگ اٹھائے نہیں گئے تو میں کہتا ہوں کہ وہ پھر آسمان میں کیونکر پہونچ گئے آخر اٹھائے گئے تبھی تو آسمان میں پہونچے کیا تم قرآن شریف میں یہ آیت نہیں پڑھتے ورفعناہ مکاناً علیا۔ کیا یہی رفع نہیں ہے جو مسیح کے بارہ میں آیا ہے کیا اس کے اٹھائے جانے کے معنی نہیں ہیں فانی تصرفون فقط

تمت

نظم تاریخ رسالہ ہذا از مولوی عبدالرحیم صاحب احمدی

کیا لکھا تم نے واہ وا استاد۔
ان ربک لبالمرصاد۔
ہوں اگرچہ بھی چار سو گر کم ❊
رد اغلاط پر ہمارا صاد
یہی تاریخ ہے رسالہ کی۔
سب پڑھیں اس کو احمدی دلشاد